بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

دارالامان قادیان

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم باتو گر آئی چو در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۱۲	۳۱ مارچ ۱۹۰۲ء مطابق ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۱۹ ہجری یوم دوشنبہ	جلد ۶

فہرست مضامین

الحکم کے اضعاف حجم یا ہفتہ مین دوبار کا سوال

کسی گذشتہ اشاعت مین ہم نے بعض مضامین کے عدم اندراج کے متعلق جو معذرت کی تھی اس مین اس سوال کو بھی قوم کے سامنے پیش کر دیا تہا کہ کیا اس کا حجم اور بڑھایا جاوے یا ہفتہ مین دوبار کیا جاوے۔

ہمارے لئے خوشی اور فخر کی بات ہے کہ اس سوال پر جماعت نے غور کرنا شروع کر دیا ہے اور ہمارے پاس رائین آے لگین ہین جنکو ہم کسی اگلی اشاعت سے سلسلہ وار چھاپنا شروع کر دینگے

اس سوال کے متعلق بعض ضروری امور بھی ہین جو سرپرستانِ الحکم کی توجہ کے قابل ہین اسلئے ہم ان کو بھی مختصر بیان کر دیتے ہین

اول اخبار کے ہفتہ مین دوبار کرنیکی ضرورت مین اگر یہی حجم رکہا جاوے اور اس کو ہفتہ مین دوبار کرکے شائع کیا جاوے تو کسی صورت مین منفعہ نہین ہوسکتا بلکہ اس سے قوم پر جسکا ایک پیسہ اس وقت گران قیمت ہے، مفت کا بوجھ ہوگا اس لئے بہرحال سوال حجم کی بیشی کا ہے خواہ ہفتہ مین دوبار ہو یا ایک بار

دوم حجم کی بیشی مین یہ ضروری امر ہے کہ اخبار وزنی ہونیکی وجہ سے ۔/ آنے کے ٹکٹ مین جانے لگے جس سے اخراجات محصول کم از کم دوچند ہو جاینگے

سوم سٹاف اور سامان مطبع کو دوچند کرنا ضروری ہوگا

پس ہمارے احباب رائے دیتے وقت ان سوالات کو مدِ نظر رکہکر اپنی قیمتی رائے لکہین اور جو لوگ پہلے اپنی رائے بھیج چکے ہین وہ بھی ان امور کو ملحوظ رکہہ کر اور سوالات ذیل کے لحاظ سے پہر اپنی رائے لکہین۔

اول - اخبار ہفتہ مین دوبار ہو یا حجم بڑہایا جاوے پہلی صورت مین ہر اشاعت کا حجم کیا ہو اور دوسری صورت مین کتنے صفحے اور بڑہائے جائین -

دوم ہفتہ مین دوبار کی صورت مین قیمت کیا ہو؟ اور بیشی حجم کی صورت مین کیا؟

یہ امور ہین جنپر غور کرنا ضروری ہے یہ سوال شاید آخر دسمبر ۱۹۰۲ء سے پہلے عملی صورت مین ہم حل نہین کر سکینگے کیونکہ اس کا حل بصورت عمل صرف ناظرین ہی کی رائے اور مرضی پر ہے اور یہ معاملہ بہت ہی نازک اور غور طلب ہے۔

ہمارے محترم ناظرین غالبًا اس امر سے ناواقف نہو نگے کہ بقول یسوع مسیح درخت اپنے پہلون سے پہچانا جاتا ہے اگر اللہ تعالےٰ کے نزدیک نجات کے لئے یہی ایک راہ اور قانون تہا تو تعجب کی بات ہے کہ اس راہ پر چلنے والون کی نجات یافتہ روحون کے نمونے ہمارے سامنے موجود نہین بلکہ جہان تک نگاہ کیجاوے وہ اصل غرض جو نجات کی قرار دیجاتی ہے اس طریق سے پیدا ہی نہیں ہوسکتی جیسا کہ ہم اسی ریویو مین کسی مناسب محل پر اس کا تذکرہ کرینگے اور کسیقدر ہو بھی چکا ہے

الحکم کے پڑہنے والے بخوبی جانتے ہین کہ شفیع کا لفظ دو خصوصیتون کا جامع ہے یا بالفاظ دیگر یون کہو کہ شفیع وہی ہو سکتا ہے جو دو وجہین ہو کیونکہ شفع جس سے یہ لفظ نکلا ہے وہ جفت کے مفہوم کو مستلزم ہے اور وہ دو صفتین جو شفیع مین ہوتی ہین یہ ہین کہ ایک تو اس کا شدید تعلق اللہ تعالےٰ سے ہوتا وہ الوہیت کے چشمہ سے فیض حاصل کرے اور دوسرا تعلق اس کا مخلوق سے ہوتا وہ فیض مخلوق کو پہونچا سکے اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک نہر کا دہانہ دریا سے لگا ہوا ہے اور دوسرا دہانہ اسکی کہیت سے لگا ہوا ہے دریا سے لیتی ہے اور کہیت کو پہنچاتی ہے اسیطرح پر شفیع گویا دو منہہ کی ایک نالی ہوتا ہے خدا تعالےٰ کے فیض کو جذب کرتا ہے اور مخلوق کو پہنچاتا ہے جب تک یہ صفت کسی انسان کامل مین نہ پائی جاوے وہ شفیع نہین ہو سکتا اس کسوٹی پر ہم یسوع مسیح کو پرکہتے ہین اور دیکھتے ہین کہ کیا وہ اس صفت کو اپنے اندر رکہتا ہے ؟

اس مین شک نہین کہ عیسائیون نے مسیح کو خدا اور خدا کا بیٹا قرار دیا ہے لیکن اس سے یہ بات ثابت نہین ہوسکتی جو شفیع کے لئے ضروری ہو کیونکہ مخلوق اور خدا کے درمیان کسی کامل انسان کی ضرورت ہے۔ خدا یا خدا کے بیٹے کے توسل کی تو بوجہ غیر جنس ہونے کے ضرورت نہین ہوسکتی ؟ اگر خدا کے بیٹے ہی کا توسل ضروری تہا تو چاہئے تہا کہ شروع سے خدا کے بیٹے دنیا مین آتے حالانکہ ایسا نہیں ہوا ہے

علاوہ برین جب کہ یسوع خود خدا یا خدا کا بیٹا تہا تو صاف ظاہر ہے کہ اس مین کا ایک حصہ جو خدا تعالےٰ سے فیض حاصل کرنے کا ہے وہ مفقود ہے کہ خدا تعالےٰ کے جمیع فیوض سے انسان بدون توسط کے بہرہ ور نہیں ہوسکتا جیسے مثلًا سورج کی روشنی کے بدون وہ دیکھ نہین سکتا یا ہوا کے بغیر سن نہین سکتا غرض وسایط ضروری ہین۔ لیکن جب کہ خود خدا ہی آدمیون مین آگیا تو اپنے فیوض پہنچانے کے لئے اسے کسی اور درمیانی کی ضرورت ہے کیونکہ سنت اللہ تبدیل نہین ہوسکتی پس یسوع اس حیثیت سے بھی شفیع نہین ہوسکتا۔

اب ہم ایک اور پہلو سے اس مسئلہ پر نظر کرتے ہین اور وہ یہ ہے کہ یسوع کی دعوت جبکہ عام نہین بلکہ خاص ہے تو وہ شفیع کیونکر ٹھہر سکتا ہے وہ اعتراف کرتا ہے کہ مین بنی اسرائیل کی کہوئی ہوئی بھیڑون کے لئے آیا ہون پھر وہ دنیا کا نجات دہندہ ہرگز نہین ہوسکتا جبکہ اس کی دعوت ہی محدود اور تنگ دائرے کے اندر ہے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ یسوع کی تعلیم شفاعت کے متعلق کوئی روشنی اور صداقت اپنے اندر نہین رکہتی۔

پہر اس سے بھی بڑہکر نقص اس تعلیم مین یہ ہے کہ یسوع کو شفیع قرار دینے کے لئے یہ عقیدہ رکہنا ضروری ہے کہ یسوع دنیا کے گناہون کے باعث ملعون ہوا اور لعنت کی لکڑی پر لٹکایا گیا حالانکہ کسی راستباز کی نسبت اس قسم کے الفاظ کا استعمال بجائے خود سخت گناہ اور ناروا بات ہے

غرض یسوع کو شفیع قرار دینے مین اوّلًا ضروری ہے کہ شفاعت کے اصل مفہوم کو چھوڑ دیا جاوے پہر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ شفاعت شفیع کو ملعون قرار دیتی ہے اور پھر یہ بھی کہ یسوع کی شفاعت عملی نمونہ کوئی انہیں دکہا سکتی

اب ہم ناظرین الحکم سے انصاف چاہتے ہین کہ بشپ صاحب لاہور اور انکے بزرگ اس کے متعلق کسقدر غلطی مین پڑے ہوئے ہین۔ ہم اس مضمون پر بہت کچھہ تفصیل سے لکھتے مگر اس ریویو کے مقاصد کے لئے اسی قدر کافی ہے ٭

باقی آئندہ

ہمارا ریویو کشف الحقائق اور ہم

مندرجہ بالا ریویو پر بمبئی کے رسالہ کشف الحقائق نے ایک مختصر سا مضمون لکہا ہے ہم چاہتے ہین کہ اسپر بھی ایک سرسری نظر کرین لیکن چونکہ کشف الحقائق نے اسی ریویو کو جو ہم لکہہ رہے ہین پورا نہین پڑہا اس لئے ہم ایڈیٹر کشف الحقائق کی خدمت مین وہ پچھلے نمبر بھی بھیجدیتے ہین تاکہ ان کو پڑہکر وہ کسی مفید نتیجہ پر پہنچین۔ ہم کو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کشف الحقائق نے ان نمبرون کو پڑہنے کے بدون اپنی رائے ظاہر کرنے مین جلدی کی ہے اور اس لئے اگر وہ اپنی اس شتابکاری کی پاداش مین ندامت اٹہائین تو وہ فی الحقیقت اس کے سزاوار ہین مگر ہم اس ریویو کو جو کشف الحقائق کی اس تحریر پر لکہنا چاہتے ہین اس وقت تک ملتوی کرتے ہین جب تک کشف الحقائق کی

رسالہ ان پہلے دو نمبرون پر بھی ظاہر ہو ے ؟

ہندوستان مین انجیل مقدس

تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ ڈاکٹر ولڈن سابق بشپ بمبئی نے گورنمنٹ کو یہ رائے دی تھی کہ سرکاری درسگاہون مین تعلیم بائیبل لازمی کردی جائے۔ کسی اور ویسرائے کا عہد ہوتا تو شاید اسپر کچھ توجہ ہوتی مگر عہد معدلت مہد حضور لارڈ کرزن مین ایسی لایعنی اور ناعاقبت اندیشانہ رائے کو کب وقعت ہوسکتی تھی حضور ویسرائے کے اشارے پر جناب سر انٹونی مکڈانلڈ صاحب بہادر سابق لفٹنٹ گورنر ممالک شمال مغربی نے بشپ صاحب کے خیالات کی خوب خبر لی اور بحیثیت گورنری رعایا کو اطمینان دلایا کہ ہرگز گورنمنٹ بشپ صاحب کی رائے پر عملدرآمد نہ کریگی۔ لارڈ بشپ صاحب کو یہ امر نہایت شاق گذرا حتی کہ وہ بعذر علالت رہسپار یورپ ہوگئے اور وہین پر اپنے عہدہ لارڈ بشپی سے سبکدوشی حاصل کرلی۔ ایک ولڈن صاحب کو ناکامی ہوئی تو کیا ہوا لاکھون ولڈن انگلینڈ و یورپ مین موجود ہین اور ان کے مرکوز خاطر یہی ہے کہ اہل ہند مسیحی بنجائین۔ وہ نئے نئے رنگ اور عجیب غریب اشکال مین پیش ہوا کرتے ہین جیسے کہ مسئلہ اعلی تعلیم پر غور ہونے لگا ساتھ ساتھ تعلیم انجیل پر بار بار زور دیا گیا بعض اوقات سرکار ہند بھی اس رائے پر مائل ہوگئی مگر مآل اندیش مدبران پارلیمنٹ نے اس سے صریح اختلاف کیا اور اس امر کا قطعی فیصلہ کردیا کہ گورنمنٹ ہند مسئلہ تعلیم مذہبی سے بالکلیہ علیحدگی اختیار کرلے۔ با این ہمہ خود غرض مشنری حضرات اور بعض مذہب پرست حکام ہمیشہ اس اُدھیڑ بن مین سرگردان رہا کرتے ہین کہ کسی نہ کسی طرح ہندوستان مین شرقاً غرباً انجیل کا رواج ہو جائے بعض تو اس خیال کو دل ہی دل مین رکھتے ہین اور جلد باز طبائع ڈنکے کی چوٹ کہدیا کرتے ہین۔ چنانچہ آنریبل مسٹر ڈی یم ہمیلٹن سی یس آئی۔ یم۔ اے۔ یف۔ سی یس نے سالانہ جلسہ "انڈیا سنڈے اسکول یونین" کلکتہ مین بڑی دھوم کی تقریر کی اور صاف کہدیا کہ اس انجمن کی غرض وغایت یہ ہے کہ اطفال کے ذریعہ ۲۹ ½ کروڑ اہل ہند مین اشاعت مسیحیت کرے اور سال زیر رپورٹ مین انجمن نے ہر شاخ مین جو ترقی کی ہے حوصلہ افزا ہے جیسا کہ سنہ ۱۹۰۰ء کی رپورٹ مین کہا گیا ہے "جہان مشنریان نہیں جا سکتے تو وہانتک وہ ننھے بچے ہی جاتے ہین جہان مشنری وعظ نہیں کر سکتے وہین یہ دعا کرتے ہین اور انجیل مقدس کی صداقتون کے سننے اور ماننے مین جن کے کان بہرے اور دل پتھر ہورہے ہین وہ بھی ان کمسنون کی زبان گوہر فشان سے انجیل کی صداقتون کو دلی رغبت وشوق سے سنتے ہین لہذا مجھکو اس انجمن کے ساتھ دلی ہمدردی ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ تعلیم بائیبل مقدس کو ہندوستان بھر مین شائع کرنے کے لئے جد وجہد ہمارا فرض منصبی ہے اور اس تخم ریزی کے لئے اطفال سے زیادہ کوئی عمدہ کاشتکار نہین ملسکتا۔

ہندوستان مین ایک عظیم الشان مسیحی سلطنت کے ہوتے ہوئے (جو کہ بنی نوع انسان پر فرمانروائی کررہی ہے) خلق خدا کا خدا کے الہامی الفاظ سے لاعلم رہنا نہایت تعجب خیز امر ہے۔ تعلیم مذہبی سے گورنمنٹ کی علیحدگی کو مین بڑی وقعت کی نگہ سے دیکھتا ہون مگر بعض اوقات اس غضب کے باعث سے لاعلم جماعتون پر پوشیدہ ظلم ہوجانیکا خوف ناشی ہے اس کے ثبوت مین آنریبل جنٹلمین نے بڑی دماغ سوزی سے ایسا عمدہ خیال ظاہر فرمایا ہے کہ انصافاً اس کی داد دینی چاہئے وہ فرماتے ہین کہ اہل ہند کے جسمانی سود وبہبود کے لئے گورنمنٹ نے شفاخانے دواخانے اور ڈاکٹرون کا معقول انتظام کیا ہے اور ان اغراض کے لئے محاصل ملک سے ایک معقول حصہ وقف کیا گیا ہے مگر گورنمنٹ نے رعایا کو دواخانے جانے اور ڈاکٹرون سے رائے یا دوا لینے پر ہرگز ہرگز مجبور نہیں کرتی۔ البتہ منجانب گورنمنٹ یہ ظاہر کردیا گیا ہے کہ انکے ذریعہ اہل ہند کی خاصی طرح تشخیص مرض ہوگی اور عمدہ ادویات سے انکا علاج کیا جائیگا۔

اسیطرح تعلیم کے متعلق بھی سرکار خلائق کی ذہنی ترقیون کے لئے عمدہ ترین سامان مہیا کرنے مین ساعی ہے۔ یونیورسٹیون مدرسون کتب درسی اور مدرسون کے لئے بھاری بھاری رقمین اٹھائی جاتی ہین مگر اس اسباب کے قبول کرنے پر کسی کو مجبور نہین کیا جاتا بلکہ محض خوشی خوشی فائدہ اٹھانے کی غرض سے پیش کئے جاتے ہین سچ پوچھئے تو مسئلہ تعلیم کے متعلق سرکار گو براہ راست نہ سہی اور طرق سے دباؤ ڈالتی ہے آگے آنریبل جنٹلمین فرماتے ہین

"بنابرین مجھکو یہ امر ایک راز سربستہ معلوم ہوتا ہے کہ کیون گورنمنٹ انہین اصول پر انجیل مقدس کو کم از کم اس غرض سے رعایا پر نہین پیش کرتی کہ وہ اگر چاہین تو اسکو قبول کرلین کیونکہ ہمارے (عیسائیون کے) اعتقاد کی رو سے یہی ایک بہترین وسیلہ نجات اور یہی ایک موثر نسخہ ہے جسکے ذریعہ ایک مسیحی سلطنت اپنی کروڑون رعایا کو ذلت سے عزت پر پہنچا سکتی ہے اس مین دوا اور تعلیم سے زیادہ کوئی جبر وتعدی تو نہوگی اور کسی چیز کا پیش کرنا ہرگز مذہبی مداخلت نہین سمجھا جاسکتا سوانح مسیح جوانان ہند کے حق مین اخلاق حسنہ کی عمدہ مثال ہوگی اور میری جان کی سوگند! مین اب تک نہ سمجھ سکا کہ یونیورسٹیون اور مدارس مین اپنی رضامندی سے پڑھنے کے لئے کیون انجیل پیش نہین کیجاتی باوجود غیر منصفانہ نکتہ چینیون کے انجمن کے سابق میر مجلس ڈاکٹر ولڈن بشپ بمبئی نے جس بہادری سے مدارس مین ترویج انجیل کی وکالت کی۔ اس کی مین کمال درجہ قدر کرتا ہون آگے آنریبل مقرر نے کہا کہ انگریزی تعلیم سے اہل ہند کی اخلاقی حالت کسی طرح ترقی پذیر نہیں ہوئی اور جبتک اہل ہند پر انجیل نہ پیش کیجائے محض تعلیم سے انکی تہذیب اخلاق ناممکن ہے"

اس مین شک نہین کہ لائق مقرر نے بڑی

شائستگی سے گورنمنٹ کو انجیل پڑھوانے پر راغب کیا اور اپنی سمجھ مین اس امر کا تصفیہ کر دیا گور نمنٹ مدارس مین انجیل رائج کروادے تو مذہبی مداخلت کی مرتکب نہ خیال کیجائیگی لیکن افسوس ہے اس بلند حوصلہ ہمدرد اخلاقی اتالیق اہل ہند نے ایک بات کی کسر چھوڑ دی یعنی اس نے گورنمنٹ پر ہدائت تو یہ ثابت نہ کر دیا کہ انجیل اور فقط انجیل ذریعہ نجات ہے - اور بس - لائق مقرر نے سہواً اس سے چشمپوشی نہین کی ہے بلکہ قصداً اس بحث سے اجتناب کیا وہ جانتے ہین کہ بڑے بڑے پادرین نے اس بحث مین ناخنون تک زور لگایا اور آج تک لاکھون پونڈ ماہوار پاکر اپنی ساری علمیت اسکے ثبوت مین صرف کر رہے ہین مگر ایک نہین پیش جاتی اسی غرض کے پورا کرنے کے لئے پہلی صدی عیسوی سے ابتک سیکڑون مجلسین ہوئین اور بڑے بڑے بشپون کی صلاح و مشورت سے انجیل مقدس مین صدہا تحریفین کیگئین تاہم مقصود اصلی حاصل نہوا

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نشد تختۂ بر کنار

پھر بیچارے انربل مقرر کیون کر اس بحث سے آنکھ چراتے - یہ تو بڑی بات تھی مگر تعلیم انجیل کے حامی مقرر یہی فرماتے کہ وہ کونسی انجیل اہل ہند کو پڑھائینگے برنا باکی یا وہ انجیل جس مین سلیمانی و دیگر قدیم گیتین شامل ہین یا یونانی - رومی - کیتھولک - پروٹسٹنٹ یا یونیٹیرین بائیبلون سے ہماری ہدایت کرائی جائیگی اس کے تشفی بخش جواب سے ہمین بھی مایوسی ہی مایوسی ہے

مآل اندیش گورنمنٹ کو ایسی تعلی دار لفاظیون سے تعلیم انجیل پر ترغیب دلانا لاحاصل ہے کیونکہ اس تحریک کو رعایا ہرگز اچھی نظر سے نہیں دیکھیگی - ادلئے یہ خوف ہے کہ وہ کہین قرآن شریف - وید - ژند اوستا کتب جین مذہب وغیرہ کی تعلیم پر گورنمنٹ کو متوجہ نکرنے لگے پھر گورنمنٹ کس کس کو رضا مند کر سکیگی - بہ فرض محال اگر گورنمنٹ آنربل مقرر کی سفارش مان لے اور بائیبل کو مدارس ہند مین مشن اسکولون کیطرح جاری کر دیا تو اس سے کیا فائدہ حاصل ہوگا گورنمنٹ کو اس امر کا خاصہ علم ہے کہ بائیبل نے یورپ و برطانیہ مین کون سی اصلاحین کی ہین اور وہان کی اخلاقی حالت کو کس معراج کمال پر پہنچا دیا ہے کیا گورنمنٹ کو اتنا نہیں معلوم کہ یورپین ممالک مین چشم بد دور - زنا - قمار - بازی - بغتہ بازی قتل عمد - خودکشی - بشرا نجواری - بادشاہ کشی - عہد شکنی - دہریت وغیرہ کی کوئی کمی نہیں گو انجیل مقدس کو ان جرائم قبیحہ سے کوئی تعلق نہین مگر اس باتکو تسلیم کرنا پڑیگا کہ باوجود کثرت اشاعت انجیل ان کے انسداد پر کوئی قابو نہ پایا - انجیل کو یہ رسوخ و بانیر کب حاصل ہو سکتا یورپین جدت پسند طبائع نے تو اسکو ناقابل العمل تسلیم کر لیا ہے اور دن بدن اسکے آسمانی احکام سے نہ فقط چشم پوشی کیجارہی ہے بلکہ اس کے تنسیخی احکام جاری ہونے لگے ہین ایک نکاح و طلاق کے مسئلہ کو لیجئے یہ کیسا مہتم بالشان اخلاقی و روحانی مسئلہ ہے مگر یورپ نے اسکو بیسیون پہلو سے آزمانے کے بعد ناقابل العمل ہونے کیوجہ سے حکومتی قانون نافذ کر دیا - دوسری اقوام ملل کو چھوڑ دو محض عیسائی اور وہ بھی یورپین عیسائی اقوام پر نظر کی جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ یورپین اخلاق کی انجیل نے کہانتک اصلاح کی کیا وہ اسی انجیل کے ماننے والے نہ تھے جنہون نے لاکھون عربون کو بے گناہ اسپین مین تہ تیغ کر دیا کیا وہ کسی انجیل کے معتقد نہ تھے جنہون نے اپنے ہزارون ہم مذہبون کو جلتی اگ مین جھونک دیا ہم اس کو بھی انجیلی تعلیم پر محمول نہ کرینگے بلکہ یہ سب فاعلون کے غلط کاریون کا نتیجہ تھا مگر ساتھہ ہی اتنا تو کہنا پڑیگا کہ مقدس انجیل یورپ کو ان سیہ کاریون سے باز نہ رکھہ سکی - اور اس کی تعلیم کا ان پر کوئی اثر نہ ہوسکا

قطع نظر ان امور کے مدارس میں ترویج انجیل کو ہم ایک اور خیال سے پسند نہین کرتے ہین ہم پر کیا منحصر جس لحاظ سے ہم اس کے موافق نہین - گورنمنٹ بالطبع زاولی مخالف ہوگی وہ یہ ہے کہ تعلیم انجیل کے رو سے خدائی سلطنت کے تین متحدہ افراد مالک ہین جنہین عیسائی اصطلاح مین باپ بیٹا اور روح القدس کہا جاتا ہے - ہمین اس اصول کے صحت و سقم سے بحث نہین مگر ہماری رائے مین اس کا دنیا وی سلطنتون پر یہ اثر ہوا کہ لوگ ان مین بھی وہی اشتراک چاہنے لگے یعنے اکثر عیسائی ملکون پر تین متحدہ عناصر بادشاہ وزرا و رعایا کی مشترکہ حکومت ہوا کرتی ہے بادشاہ وزرا اور عوام سے مخالفت کر کے سلطنت نہین کر سکتا اور وزرا کو بادشاہ و عوام کے خلاف کامیابی ہو نہین سکتی اور رعایا بھی ان دونون کے بغیر اپنی سلطنت نہین سنبھال سکتی یہ خیال اب یورپ تک محدود نہ رہا بلکہ ہند مین بھی اس کا خوف ناشی ہے - چھپانے کی کونسی بات ہے کانگرس تو اسی مقصد کے لئے برسون سے محنت شاقہ کھینچ رہی ہے ایسی حالت مین اگر آنربل اسمیٹین صاحب کی سفارش پر تعلیم انجیل جاری کردی گئی اور عوام اس کے ظاہری معنون پر اسیطرح مائل ہو گئے - جیسے اہل یورپ ہو گئے تو پھر بہت جلد ساری رعایا ممبران کانگریس ہو جائیگی اور نہین معلوم کہ اسوقت کیا کیا دقتین پیش ہونگی - خدانخواستہ اگر کسی طرح یہان کے لوگون کو بھی آزادیون کے خواب نہ آنے لگین - گو ہمارا یہ دعوٰے نہین کہ اسیطرح ہوگا - لیکن یہ بھی تو کوئی نہین کہہ سکتا کہ ایسا ہونا ممکن نہیں بنائً علیہ ہم یہ کہینگے کہ گورنمنٹ کو ایسے خطرناک تحریکات پر آمادہ کرنا خلاف طریق دوراندیشی و خیر طلبی گورنمنٹ ہے

خطبہ عید اضحیٰ

گذشتہ اشاعت سے آگے

سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۱۱ جلد ۶

تو اس سے نفس مطمئنہ سے خود تم کو بھی فائدہ پہونچیگا اور تمام دنیا بھی اس سے مستفید ہوگی جیسا کہ ہمارا امام آخرالزمان نفس مطمئنہ حاصل کر کر تمام دنیا کو نفع پہنچا رہا ہے اور اپنے انوار سے تمام ظلمات شرک و بدعت کو دور کر رہا ہے ؎

میدرخشم چون قمر تابم چو قرص آفتاب
کور چشم آنانکہ در انکار ہا افتادہ اند

جو لوگ کہ اس امام آخرالزمان کی بیعت مین داخل ہوگئے ہین بطفیل اس امام انام کے اونکی قربانیان نفس امارہ کی ہی شروع ہو چلی ہین کہ اپنے اموال اور اوقات اعمار کو اس کی تعلیم توحید اسلام کے لئے صرف کرتے ہین اور مخالفین کے سہام مطاعن پر صبر کر کر طرح طرح سے تحمل تکالیف کر رہی ہین ابھی تو یہ قربانیان شروع ہوئی ہین۔ عنقریب ایک ایسا وقت آویگا جو مصداق ہوگا اس فرمودہ خداوند تعالیٰ کا کہ کَذَالِکَ سَخَّرنَاھَا لَکُم لَعَلَّکُم تَشکُرُون یعنے ہم نے ان چوپاؤن اور اونٹون کو تمہارا فرمانبردار اور مسخر ایسا ہی کر دیا ہے جیسا کہ تمہارے نفسون امارہ کو تمہارا مسخر اور فرمانبردار کر دیا ہے تاکہ تم شکریہ اس تسخیر کا بجالاؤ یا اس کا عکس لیلو یعنی ہم نے تمہارے نفسون امارہ کو ایسا مسخر اور فرمانبردار تمہارا کر دیا ہے جیسا کہ چوپاؤن مویشیون کو تمہارا مسخر کر دیا ہے یہان پر جو آیات مذکورہ کا بطن بیان کیا گیا وہ لفظ کذالک سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ اگر اس قربانی ظاہری کا کوئی اسرار و بطن نہین ہے تو پھر کذالک کیون فرمایا گیا اور اس تسخیر بہیمۃ الانعام کو کس چیز سے تشبیہ دی گئی۔ جسکے لئے ضرورت لفظ کذالکَ کی پڑی اب اللہ تعالےٰ اس بطن اور ستر کو بطور عبارۃ نص کے ارشاد فرماتا ہے کہ لن ینال اللہ لحومھا ولا دماءھا ولکن ینالہ التقویٰ منکم حقیقت تقوی وہی ہے کہ جملہ احکام اسلام کے روبرو اپنی گردنون کو جھکا دیا جاوے اور کسی طرح کا تفاوت اطاعت مین باقی نرہے اور یہی حالت اطمینان کی ہے جو نفس مطمئنہ کو حاصل ہوتی ہے اور پھر اللہ تعالےٰ کی جانب سے ان کو یہ بشارت ملتی ہے کہ یا ایھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلے فی عبادی وادخلی جنتی اور جبکہ یہ مرتبہ تقوی کا حاصل ہوگیا تو اس تسخر کو مکرر بیان فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ کذالک سخرھا لکم لتکبروا اللہ علیٰ ما ھداکم وبشر المحسنین یہ تسخیر تمہارے نفسون امارہ کی اور نیز مویشی چوپاؤن کے تمہارے لئے اس لئے کی ہے کہ تم اللہ تعالےٰ کی کبریائی اور بڑائی کرو۔ اس بات پر کہ تم کو ایسے علوم ظاہر اور باطن کی طرف ہدایت کی ہے کہ تمام ماسوائے اللہ تمہاری نظرون مین اللہ تعالےٰ کے فرمانون کا ایسا مسخر اور مطیع معلوم ہو رہا ہے جیسا کہ کوئی ام مشاہد ہوجاتا ہے جو مرتبہ احسان کا ہے لہذا اب محسنین کے لئے حکم ہوتا ہے کہ اونکو ہماری طرف سے بشارات فتوحات دینی و دنیوی کے دیدو کہ تمہارے مخالف اور دشمن تم کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکینگے کیونکہ ایسے محسنین کے لئے اللہ تعالےٰ خود حامی ہوجاتا ہے اور دشمنان محسنین کی مدافعت فرماتا ہے کہ ان اللہ یدافع عن الذین آمنو دیکھو اس امام آخرالزمان کے مرتبہ احسان پر پہنچنے کا ثبوت کسقدر عظیم الشان ثبوت ہے کہ مخالفین نے اسکے ضرر پہنچانے مین کوئی دقیقہ دقائق ایذا سے فروگذاشت نہین کیا حتی کہ اس کے قتل کرنے مین بھی جان توڑ کر کوششین کین تکفیر کے فتوے طیار کر کر مال و اسباب و اولاد و ازواج کے لوٹ لینے مین طرح طرح سے سعی کی جو تمام دنیا کو معلوم ہے لیکن اوسکا ایک بال بھی بیکا نہوا بلکہ خود مخالفین ہی ہر ایک اپنے ارادہ مین ناکام رہکر ذلیل اور خوار ہوگئے یہ کیون ہوا اسواسطے کہ ان اللہ یدافع عن الذین آمنو اور ثبوت پر ثبوت یہ کہ علاوہ اس وعدہ الہیہ مندرجہ قرآن مجید کے اللہ تعالےٰ اسکو الہامات اور بشارات کرتا رہا جو کامل طور پر پورے ہوئے پھر اس کی جماعت کے ایذا دینے مین بھی کیسی کیسی کوششین کین مگر اوسکا بھی کچھہ نہ بگاڑ سکے اور ہر میدان مین کھیت اسکی جماعت کے ہاتھہ رہا صدق اللہ تعالےٰ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ پس ثابت ہوا کہ اس کی جماعت کو بھی اللہ تعالےٰ نے اپنی اپنی استعدادون کے موافق احسان مین کچھہ حصہ دے رکھا ہے کیونکہ وہ سب اس کے متبع ہین اور قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی کے مصداق ہین پس بشارت ہو تم کو ایھا المخلصون کہ اس امام کے اتباع کے ذریعہ سے تم محبوب الہی ہو سکتے ہو لہذا کوشش کرو کہ اس حصن حصین میں پورے طور پر داخل ہو جاؤ تاکہ اللہ تعالے تم کو ہر ایک مخالف کے ظلم و ایذا سے محفوظ رکھے بلکہ ہر ایک رجز اور عذاب دنیوی سے بھی معصوم رہو کیونکہ اس آیت مین یہ قید نہین ہے کہ صرف ظالمون کے ظلم سے ہی اللہ تعالیٰ مدافعت کریگا بلکہ مطلق فرمایا گیا ہے کہ یدافع عن الذین آمنوا اور مفعول کو مذکور نہین کیا گیا تاکہ حذف کرنا مفعول کا عموم پر دلالت کرے پس خبردار ہو جاؤ کہ یہ جو عذاب الہی یعنی طاعون نقص پھیل رہا ہے اگر تم اس کے حصن حصین مین

پورے طور پر داخل ہوگے تو اللہ تعالیٰ تم کو اس طاعون سے مصون و محفوظ رکھے گا مگر تضرع اور زاری کے ساتھ دعاؤں اور نمازوں میں مشغول رہنا شرط ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی ذات بےپروا ہے اس نے یہ بھی فرمادیا ہے کہ واتقوا فتنۃ لاتصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ کیونکہ یہ بڑی خیانت اور ناشکری ہوگی کہ باوجود داخل ہونے کے اس سلسلہ میں پھر بھی اپنے نفس امارہ کو مثل بہیمۃ الانعام کے مطلق العنان اور شتر بے مہار رکھو اس لئے آخر رکوع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان اللہ لایحب کل خوان کفور یعنی اس میں کچھ شک و شبہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی بڑی خیانت کرنیوالے ناشکرے کو دوست نہیں رکھتا واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین وبارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد قدیم کریم ملک بر رؤف الرحیم اور بعد جلسہ خفیف کے دوسرا خطبہ پڑھکر دعا کیو، سے حضرۃ امام الزمان سے عرض کیا حضرت امام الزمان معہ کل حاضرین جماعت کے دیر تک دعا فرماتے رہے۔

محمد احسن

الحکم کے معزز اور محترم ناظرین بخوبی آگاہ ہیں کہ ایڈیٹر الحکم نے کبھی اپنے ذاتی اغراض کو اپنے سرپرستوں کے سامنے پیش نہیں کیا اور اس چھ سال کے اندر جب سے کہ الحکم نے اپنی قوم کی دینی خدمت کا فخر حاصل کیا ہے کبھی بھی کوئی موقع ایسا نہیں آیا کہ وہ اپنی مخدوم قوم کو ان ضروریات کے متعلق توجہ دلائے جنکا تعلق بظاہر ایڈیٹر کی ذات سے سمجھا جاسکتا ہے اگرچہ حق شناس اور قدر کرنیوالی قوم ایڈیٹر کی ذاتی ضروریات کو الحکم کی اغراض سے ہرگز الگ نہیں سمجھتی اسی بنا پر میں اپنی قوم کے سامنے آج ایک ضروری امر کے متعلق ایک التماس کرنی چاہتا ہوں اور مجھے اپنے محسن سرپرستوں پر بفضلہ تعالیٰ قوی امید ہے کہ وہ اس معاملہ میں الحکم کی خدمات کے لحاظ سے اپنے قومی خادم کی التماس اور درخواست پر پوری توجہ کرینگے گو بظاہر یہ ذاتی معاملہ قرار دیا جاوے لیکن حقیقت میں اس کا اثر الحکم پر پڑتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ میں اسے اخبار کے ذریعہ پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

کہ الحکم کا دفتر اور کارخانہ چھ روپیہ ماہوار کرایہ کے ایک مکان میں ہے جو الحکم کے اخراجات میں ایک معقول سالانہ رقم ہے اس بات کی بھی پروا نکی جاتی لیکن یوماً فیوماً بڑھنیوالی ضروریات کے لئے اب وہ مکان بھی مکتفی نہیں رہا اور شہر میں اور مکانات کرایہ پر ملنے دشوار ہوگئے ہیں اور میں یہ بھی گوارا نہیں کرسکتا کہ مطبع اور رہنے کے مکانات کو الگ الگ کردوں اس لئے ان سلسلہ ضروریات کو پیش نظر رکھکر میں نے خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کرکے اور یہ سمجھکر کہ الحکم کے سرپرست اس ضرورت کو محسوس کرکے مجھے مدد دینے میں تامل نہ فرماوینگے ایک کچا مکان سردست بنانے کا ارادہ کیا ہے جسکے لئے خدا کے فضل و کرم سے ایک قطعہ اراضی کا مل گیا ہے اب میں چاہتا ہوں کہ اس پر چند ضروری مکان۔ مطبع دفتر اور کتب خانہ وغیرہ کیلئے تعمیر ہو جائیں۔ اس لئے میں اپنے مربیان اخبار کی خدمت میں ان اخراجات کے پورا کرنے کے لئے مندرجہ ذیل چند باتیں پیش کرتا ہوں

اول۔ ہر ایک خریدار اپنے بقایا جات کو اگرچہ کچھ ہی ہو اس درخواست کے پڑھنے پر معاً بھیجدے۔

دوم ہر خریدار کم از کم دو خریدار جدید پیشگی قیمت دینے والے عطا فرماوے

سوم۔ ہر خریدار ۱۹۰۲ء کی پیشگی قیمت کے علاوہ ایک سال کی پیشگی قیمت اس وعدہ پر کارخانہ الحکم کو دے کہ اس کو دو سالوں میں اپنی ذمگی قیمت میں وضع کرلے۔

چہارم۔ ہر خریدار کوشش کرے کہ مطبع کی کتابوں کا ایک سٹ کم از کم اس موقعہ پر بطور امداد خرید کرلے ان کتابوں کی فہرست صفحہ ۱۴ پر دی گئی ہے۔

اگرچہ میں امدادی چندے کے واسطے بھی درخواست کرتا تو مجھے امید تھی کہ الحکم کے سرپرستوں میں سے بہت سے عالی حوصلہ بزرگ اس امداد میں شریک ہونیکے لئے طیار ہوجاتے مگر میں نے اس تحریک کو بوجوہات پسند نہیں کیا اور یہ تحریک کرنی پسند کی ہے کہ وہ امور متذکرہ بالا کو اختیار کرکے مجھے مدد دیں۔ جو بزرگ اس طریق پر کارخانہ الحکم کی تعمیر میں مجھے مدد دینگے انکے نام سلسلہ وار الحکم میں یادگار کے طور پر اور

اس خیال سے کہ دوسروں کو تحریک ہو مین چھاپ دون گا اور یہی رسید ہوگی۔

بعض سرپرستون کی خدمت مین جو الحکم کے خاص معاونین ہین مین علیحدہ عریضے بھی ارسال کرنیکا ارادہ رکہتا ہون تاہم یہ عام خریدارونکی خدمت مین التماس ہے۔ مجھے امید ہے اسپر بہت جلد توجہ کیجاویگی اور مین اپریل کی پہلی اشاعت سے ہی اس قابل ہو سکونگا کہ بعض بزرگون کے نام اس سلسلہ مین شائع کر سکون

مین پرزور الفاظ اور موثر پیراؤن مین اس مضمون کو پیش کرسکتا تہا اگر مجھے یہ خیال ہوتا کہ میری مخاطب ظاہر پرست قوم ہے لیکن حقیقت پسند اور حق شناس - قدردان قوم کے ساتھ ایسا طریق اختیار کرنا سخت غلطی اور نادانی ہوتی اس لئے مین نے سادہ اور صاف الفاظ مین اپنے سرپرستو کے آگے ایک امر پیش کردیا ہے جسپر توجہ کرنا ان کا کام ہے والسلام

آپکا حقیقی خدمتگذار
خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان

بیعت کا کالم

منشی محمد شریف صاحب سررشتہ دار سب ڈویژن محکمہ نہر ولد محمد دین قوم کہوکہر تحصیل چنیوٹ مڈاکخانہ بنگلہ کوٹ مضافات
حسن خان ولد محمد شریف صاحب ساکن ڈہنگہ تحصیل خانقاہ ڈوگران
نصراللہ خان کہوکہر ولد محمد شریف
ولی داد عرائض نویس ولد حامد کہاریان ضلع گجرات
خواجہ غلام غوث حیدرآباد دکہن متصل آبدارخانہ ابن صاحب اندرون کہان غالب الدولہ
رحمت خان ولد محمد شریف
غلام فاطمہ اہلیہ محمد شریف
کریم بی بی ہمشیرہ محمد شریف
آمنہ بی بی ہمشیرہ محمد شریف
رحیم بی بی ہمشیرہ محمد شریف
اللہ دتا برادر محمد شریف
ابراہیم برادر محمد شریف
میاں احمد دین عم محمد شریف
امام الدین ولد قطبا وجلی ضلع گورداسپور
نانک ولد فتح الدین از سیکہوال
میران بخش ولد لتہا از کہارا
بلندا ولد دولا
عظیما ولد کالو از ننگل
رحیما ولد عیسٰی 〃
فتح الدین ولد از بہنی بانگر
کریم بخش ولد نورا 〃
دینا حجام از تلونڈی جھنگل
رانجہا موچی ولد لتہا
دین محمد ولد محمد بخش کہار ساکن بہاڑی تحصیل ضلع گورداسپور

دارالامان کا ہفتہ

حضرت اقدس امام ہمام حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بفضل تعالےٰ بخیروعافیت پیام الٰہی کی تبلیغ مین مصروف ہین آجکل طاعون کی متعلق ایک اشتہار لکہہ رہے ہین جو ملک اور قوم پر عظیم الشان اتمام حجت اور نشان ہوگا۔ کیونکہ اس مین سلسلہ وار ان الہامات اور رویاء اور کشوف کو درج کیا گیا ہے جو طاعون کے متعلق آپکو ہوئے تھے جنپر نادان لوگون نے ہنسی کی تھی اور پھر مبشر الہامات بھی درج ہو نگے جو آج کل دارالامان کے محفوظ رہنے اور طاعون کے رفع ہونیکے متعلق ہین مثلاً الہام لولا الاکرام لھلک المقام اور الہام یاتی علی جھنم زمان لیس فیھا احد وغیرہ ہم اسپر مفصل

حکمت ہے اگر حضرۃ حجۃ اللہ کا اشتہار نکلنے والا ہوتا بہت جلد یہ اشتہار شائع ہونے والا ہے جو مومنون کے ایمان بڑہا یگا۔

(۲) حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامۃ خدا کے فضل سے بالکل تندرست ہین اور خدمت دین مین مصروف ہین

(۳) مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی کی کتاب آیات الرحمن طبع ہورہی ہے۔

پیسہ اخبار اور تعویذ حفظ طاعون

ہمین نہایت افسوس کیساتہ اس امر پر کچھ کہنیکی ضرورت پڑی کہ ابنائے ملک اور خصوصاً مسلمانونکی بدقسمتی ہے کہ طاعون کی اس خطرناک شدت کے ہوتے ہوئے بجائے اسکے کہ ان کو صدقات خیرات اور اعمال صالحہ کیطرف توجہ دلائی جاتی اوہام پرستی تعویذ ٹوٹکے کیطرف توجہ دلانیوالے بھی موجود ہین یہ حالت ہی صاف بتلارہی ہے کہ اس وقت کسی مرد آسمانی کی ضرورت ہے۔

۹ مارچ کے پیسہ اخبار مین حفظ طاعون کے لئے ایک تعویذ مشتہر کیا گیا ہے اور تعجب ہے کہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر نے بلا غوروفکر اسے شائع کیا ہے قطع نظر اسکے کہ تعویذ ٹوٹکے بذات خود مشرکانہ باتین اور اوہام پرستیان ہین اس تعویذ مین ایک خطرناک بات ہے جس نے ہمکو چونکا دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس تعویذ کے لئے یہ شرط لکہی ہے کہ سیاہی پاک ہو اور لکہنے والا غازی۔ پرہیزگار۔ اور باطہارت ہو ہماری سمجھ مین نہیں آیا کہ اس تعویذ کی شرط مین غازی کی شرط کیسی ہے۔

اس کے معنے پرہیزگار اور باطہارت سے ضرور الگ ہیں اور غازی عرف عام مین جہاد کرنیوالے کو کہتے ہین بجز اس قسم کے تعویذ شائع کرنیوالے کا منشا جہاد کی تعلیم دینا ہے یا کچھ اور اور پیسہ اخبار نے کیون اس قسم کے تعویذ کے شائع کرنے مین احتیاط

ہیضہ یا طاعون

طاعون

دیدۂ عبرت کشا قہر قہاری بہ بین

جناب محمد یوسف صاحب گلی بمبئی از جمبی چھپی
آپ کے عرق طاعون نے جادو کا کام کیا ہے
اور بہت سی جانین بچائین اکثر احباب اس
کی تعریف کرتے ہین۔

جناب مولوی عبد الرحیم صاحب از بونگ پیٹھ
آپکی دوا مین خدا کے فضل و کرم سے بیشک
فائدہ ہے مین نے ایک بیمار کی حالت ورد سر
اور دوران مین یہ دوا دی دو شیشی سے فائدہ
ہوا ہے پاس اور دوا نہیں ایکدرجن بوتل
عرق طاعون ارسال فرماوین جو مفید اور زود
اثر دوا ہے۔

جناب محمد حیات بادشاہ چندہ پیٹ اسکا ٹمیری
ہمشیرہ بیماری طاعون سے صحت یاب ہے۔ صرف
پاؤن پر ورم باقی ہے اسکا کوئی علاج
ارسال کرین۔

جناب ابراہیم بوٹرنگ پیٹھ ۲۵ عدد شیشی
عرق طاعون ارسال کرین آپ کی دوائی
سے بہت فائدہ ہوا

جناب عبد الحمید معرفت عبد القیوم صاحب ہیڈ
اکونٹنٹ آف دی سیٹی میونسپلٹی بنگلور میری
گردن پر ایک بار گرنمودار ہے اس کیواسطے
دوا ارسال فرماوین

سرکار جلالت آثار نواب آقا محمد خانصاحب
بہادر کاظمین علاقہ ہند بدست سید علی منشی
نیو ایجنٹ آپکی ایجاد دوائی طاعون مفید ہے

جناب محی الدین خانصاحب احمد سیٹھ جنرل بہادر
میسور آپ کی دوا طاعون اکسیر شفا مجرب ہے
چند شیشیان ارسال فرماوین

جناب حکیم محمد یوسف ٹمکوری ریاست میسور مقام
سرا آپ کی دوائی طاعون کی شہرت یہان
بکثرت ہو رہی ہے

جناب سید محمد پنشنر رام باغ گاڑی خانہ کراچی
آپکا ایجاد کردہ عرق طاعون دو مریضون کو
دیا گیا بحکم خدا شفایاب ہوئے امید ہے کہ جناب
تو تین اور ارسال فرماوینگے۔

یہ برباد کنندۂ بنی آدم بعد از مدت
ہند مین پھیلا ہے اب تک تجربہ سے
یہی بات معلوم ہوئی ہے کہ قبل از ظہور
بطور علاج حفظ ماتقدم کچھ چارہ
کیا جاوے تو مرض پھیلنے نہیں پاتا
چنانچہ اکسیر شفا کی بابت ہند کے اکثر
حصہ مین جہان یہ ظاہر ہوا تصدیق
ہو گئی ہے کہ یہ طاعون کو روکتی ہے
مبتلا شدہ مریض کو بچاتی ہے علیحدہ
کتاب آٹھ آنے کا ٹکٹ بھیجنے سے
مفت مل سکتی ہے۔ قیمت فی شیشی عمر
درجن شیشی عہ

شفایاب مریضونکے چند سارٹیفکٹ بطور نمونہ

جناب منشی غلام احمد صاحب کشمیری مکان جناب
حکیم مولوی مرزا احمد صاحب ڈاکٹر سٹریٹ بمبئی
دوا اکسیر شفا کی یہ کیفیت ہے کہ چار مریضون
مبتلایان طاعون کو دی انہین سے دو مریض
جو فوراً مبتلا ہوئے تھے طاعون مرض ہوتے ہی یہ دوا دی تو
ہی دس منٹ کے بعد ان کا بخار اتر گیا اور عرق تمام
بدن پر آ گیا اور شدت تشنگی بھی جاتی رہی اور دو
مریض جو مدت سے مبتلائے بخار تھے دوا کے پیتے
ہی پیاس کی شدت کم ہو گئی اور بخار مین بھی
افاقہ ہو گیا مطلب یہ ہے کہ اس بیماری کے بغیر
کا بخار اترتا نہیں مگر خدا کے فضل سے دوا آپکی تشخیص
اس دوا کے دینے سے چار شخصونکو فائدہ ہوا

طبیعت اس دوائی سے عجب مسرور ہوتی ہے
دل بیمار کے دل سے کدورت دور ہوتی ہے
دوائی آپکی ہے یا نقش اسم اعظم ہے
کہ جسکے دیکھنے سے ہی بلا کافور ہوتی ہے
کرے تعریف کس منہ سے دوائی احمد کمتر
مثال نیر اعظم یہ خود مشہور ہوتی ہے

شامت اعمال ما صورت طاعون گرفت

جناب سیدی عبد الرحمن خلف سیدی حسین قلعدار
از جزیرہ حبشان ضلع علی باغ متصل بمبئی آپ
کی ایجاد کردہ مرض طاعون کی دوائی نے واقعی
اکسیر کا کام کیا ہے

جناب سیٹھ آنے ویرو دسہ بھاری آف کنٹرکٹر
کیماڑی شہر کراچی آپنے اس مرض طاعون کی دوا
ایجاد کی ہے جس سے سینکڑون مریض شفا پا
چکے ہین اور پاتے جاتے ہین سو مہربانی فرما کر
بذریعہ کارٹو بنا کچھ دوا ارسال کرین

جناب صوبہ دار صاحب حسن خانصاحب پنشنر رام باغ
گاڑی احاطہ کراچی۔ آپکا عرق طاعون دو تین
مریضون کو دیا گیا بحکم خدا اچھے ہوئے

جناب عبد الرزاق شاہ ولد نعمت شاہ نقشبندی
محل نائیل باڑی داؤد حسن شاہ بمبئی عرض یہ ہے
کہ آپ کی ارسال شدہ دوائی سے بمبئی مین لوگونکو
بڑا فائدہ ہوا مین نے بچشم خود دیکھا ہے کہ جسوقت
مریضون کو دوائی پلائی فوراً ہوش آ گیا

جناب منشی قلندر حسین صاحب ہوشن آر۔ کے
اینڈ۔ ایم۔ او کیمپ ہوش کوٹہ ضلع بنگلور
آپکے عرق طاعون نے بہت مریضون کو فائدہ
دیا۔ دو شیشی مہربانی فرما کر اور ارسال کرین

زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی موچی دروازہ اعوان منزل لاہور

حضرت اقدس میرزا صاحب اور ان کے اصحاب کی مختلف قسم کی تصویرین فل سائز قیمت ایک روپیہ بدفتر صحت لاہور سے طلب کرین

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

حافظ محمد یوسف صاحب کے نام خط

ناظرین حافظ محمد یوسف صاحب کے نام سے واقف ہین انکے نام ہمارے مکرم مخدوم جناب بابو محمد صاحب ہیڈ کلرک نہر سرہند نے مندرجہ ذیل دو خط لکھے تھے جنکا جواب نہین معلوم کیا آیا ہم ان خطوط کو بجنسہ ناظرین کے فائدے کے لیے درج کرتے ہین مگر اتنا کہنا ضروری سمجھتے ہین کہ یہ خط دراصل حافظ صاحب کے ایک پیغام کے جواب مین ہین وہ پیغام یہ تھا کہ حافظ صاحب کے پاس ان کی بدقسمتی سے ایبٹ آباد کا مغرور ملّان فضل حق آیا جو پیسہ اخبار کا موٹی قرار دیا گیا ہے اور حافظ صاحب جسکے سکرٹری بنے ہین اُسے نشان نمائی کے لئے قادیان لانا چاہتے تھے اس کا جواب حافظ صاحب کو دیا گیا ہے۔ ایڈیٹر

پہلا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حافظ جی صاحب مکرمی سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مین نے آپکا پیغام حضرت میرزا صاحب کی خدمت مین عرض کردیا ہے آپ جسوقت چاہین قادیان تشریف لے آوین اور جس بزرگ کے آپ سکرٹری بنے ہین ان کو ہمراہ لے آوین اب رہا نشانہائے آسمانی کی بابت اس مین ہر طرح سے پابندی قرآن شریف کی کرنی ہوگی یعنے جو کچھ نشانات کی بابت اللہ پاک نے فرمادیا ہے اس کی پابندی کرنی ہوگی اس حکم الٰہی کی تفصیل آپکے اسجگہ آنے پر ہوجاویگی آپکا قادیان آنا ایک ضروری بات کیا سطے بھی مناسب ہے اور وہ یہ ہے کہ تھوڑا عرصہ ہوا کہ میرا چھوٹا بھائی نور محمد نامی لاہور گیا اس کو منشی الٰہی بخش صاحب نے بتلایا تھا کہ ایک بڑے بزرگ نے خواب دیکھا ہے کہ میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو الہام ہوگیا بلکہ لاہور کے ایک مسلمان نے اس بارے مین اشتہار بھی جاری کیا ہے اب آپ اسجگہ اگر اپنی زبان سے جھوٹے اور مفتری کو لعنت اللہ کہنے کے حقدار ہوچکا دیونگے۔ مین شاید اتوار کو اس جگہ سے واپس ہونگا۔

دوسرا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حافظ جی صاحب مخدومی مکرمی سلمہ اللہ تعالےٰ

ایک خط آپ کی خدمت مین ارسال کیا تھا جو اُمید ہے کہ پہنچ گیا ہوگا اب ایک اشتہار اس بزرگ کا جس کے آپ سکرٹری بنے ہین دیکھا گیا۔ حافظ مین آپ کو محض خلوص نیت سے کہتا ہون کہ ایسے شخص کے مقابل پر جو مسیح موعود ہونیکا دعوی کرکے قرآن حدیث۔ اور نشان آسمانی۔ اور دلائل عقلیہ سے ایک کافی ثبوت دنیا کو دیچکا ہے۔ چند سطر اشتہار شائع کرکے مرغون بٹیرون کی طرح فتح کا خواستگار ہونا خدا ترسی کا طریق نہین ہے ایسے طریق کو کوئی متقی اور منصف مزاج پسند نہیں کریگا مناسب یہ ہے کہ آپ مع اپنے اس بزرگ کے قادیان تشریف لاوین اور میرزا صاحب جو مسیح موعود ہونے کے مدعی ہین ان سے دریافت کرین کہ آپکے پاس اس دعوی پر موافق قدیم سنت اللہ کے تین طور کا ثبوت ہونا چاہئے یعنی (۱) کتاب اور سنت سے (۲) آسمانی نشانون سے (۳) دلائل عقلیہ سے۔ سو اگر آپ کے پاس ان تینون قسم کا ثبوت موجود ہے تو پیش کرو۔ پھر اگر وہ تینون قسم کا ثبوت جو ایک ایسے شخص کے لئے ضروری ہے جو الہام کے ساتھ لوگون کو اپنی بیعت اور اطاعت کے لئے بلاتا ہے پیش کردین اور آپ دیکھین کہ وہ ثبوت کافی نہین ہے تب اُسوقت اس کے مقابل پر آپکا منتخب بزرگ مخالفانہ ثبوت دے سکتا ہے یعنی اسپر لازم ہوگا کہ قرآن حدیث کے مقابل میرزا صاحب سے بڑھکر کتاب اور سنت سے ثبوت پیش کرے اور عقل کے مقابل پر ان سے زیادہ عقلی دلائل پیش کرے اور آسمانی نشانون کے مقابل ان سے بڑھکر نشان دکھلاوے۔ مباحثہ کا یہی طریق ہے کہ پہلے مدعی سے ثبوت مانگا جائے اگر اس مقابلہ کے وقت آپ کے بزرگ صاحب نے تینون قسم کے ثبوتون مین سے اپنا غلبہ ثابت کردیا تو خود فیصلہ ہوجائیگا کہ میرزا صاحب جھوٹے ہین اور اس طریق سے دنیا بآسانی سمجھ جائیگی کہ کن دلائل کے ساتھ دعوی پیش ہوا تھا اور اب کس طرح توڑ دیا گیا اور اس صورت مین نہایت سہولیت اور آسانی سے حق کھل جائیگا حافظ صاحب اسقدر تو آپ اپنے دنیوی تجربہ سے بھی جانتے ہین کہ اول مدعی کا حق ہے کہ وہ اپنا ثبوت پیش کرے جسقدر خدا تعالےٰ نے اس کو دلائل دیے ہین وہ سب دکھلاوے پھر ان ثبوتون کا اگر رد کیا گیا تو بس وہ دعوی باطل ہوجائیگا مگر مداری کے تماشے کیطرح یہ کوئی تماشا نہیں سمجھنا چاہئے آپ بھی اب قبر مین پیر لٹکائے بیٹھے ہین ذرا ہوش کرکے تقوی کے التزام کیساتھ مقابل پر آنا چاہئے۔

کلمات طیبات امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایک جامع درس

گذشتہ نمبرون جو سلسلہ روئداد کرسمس کا شروع ہے اس نمبر مین (اس تقریر کے لیئے جو ذیل مین درج کیجاتی ہے) ہم . ملتوی کرتے ہین اگلے نمبر مین بدستور وہ سلسلہ جاری ہوگا انشاء اللہ یہ تقریر ہمارے سید و مولا امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۳- مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کی شب کو فرمائی تھی- (ایڈیٹر)

مامور من اللہ کی صحبت مین رہنے والے لوگ بہت کچھ فایدہ اٹھاتے ہین اور ایک حد تک علم صحیح اس تعلق کے متعلق جو مامور من اللہ اور خدا تعالےٰ مین ہوتا ہے حاصل کرتے ہین مگر وہ کامل علم جو اس مامور کو دیا جاتا ہے کسی دوسرے کو نہین مل سکتا- اور خدا تعالےٰ کا علم تو پھر اور ہی رنگ رکھتا ہے- جب مامور کی تکذیب اور انکار حد تک پہونچ جاتا ہے تو پھر ٹھیک اسی طرح جیسے زمیندار جب فصل پک جاتی ہے تو اسکے کاٹنے کے واسطے درانتی کو درست کرتا ہے اللہ تعالےٰ بھی مکذبون کے لیے تیاری کرتا ہے اور مین دیکھتا ہون کہ اب وہ وقت آگیا ہے خدا تعالےٰ ہر پہلو سے حجت پوری کر چکا ہے اسلیئے اب ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ خاموشی سے آسمانی ہتیار اور حربے کو دیکھے دنیا مین ہم یہ قانون دیکھتے ہین کہ جب ایک حاکم کو معلوم ہو جاوے کہ فلان مظلوم ہے تو وہ اس کی مدد کرتا ہے تو پھر خدا تعالےٰ جسکا علم سب سے زیادہ صحیح اور یقینی ہے جو ہر حال کا بینا ہے کیون اس مظلوم صادق کی مدد نہ کریگا جو محض اسلیئے ستایا گیا ہے کہ اس نے اللہ تعالےٰ سے الہام پاکر یہ کہا کہ مین خدا کی طرف سے اصلاح خلق کے لیے بھیجا گیا ہون اللہ تعالےٰ اپنے راستباز بندون کو کبھی ضایع نہین کرتا وہ ان کی مدد کرتا ہے لیکن ہان یہ سنت اللہ ہے کہ وہ صبر سے کام لیتا ہے یہ کہنا کہ خدا تعالےٰ کو اس تکذیب اور انکار کی خبر نہین کفر ہے وہ تو ابتدا سے جانتا ہے کہ کیا کیا جاتا ہے-

اسوقت خدا تعالےٰ کے فضل سے دو فریق ہو گئے ہین جس طرح ہماری جماعت شرح صدر سے اپنے آپ کو حق پر جانتی ہے اسی طرح مخالف اپنے غلو مین ہر قسم کی بے حیائی اور جھوٹ کو جایز سمجھتے ہین شیطان نے انکے دلون مین جما دیا ہے کہ ہماری نسبت ہر قسم کا افترا اور بہتان انکے لیے جایز ہے اور نہ صرف جایز بلکہ ثواب کا کام ہے- اسلیئے اب ضروری ہے کہ ہم اپنی کوششون کو انکے مقابلے مین بالکل چھوڑ دین اور خدا تعالےٰ کے فیصلہ پر نگاہ کرین جسقدر وقت ان کی بیہودگیون اور گالیون کیطرف توجہ کرنے مین ضایع کرین بہتر ہے کہ وہی وقت استغفار اور دعا اُن کے لیے دین-

ہماری جماعت کو یہ نصیحت ہمیشہ یاد رکھنی چاہیئے کہ وہ اس امر کو مد نظر رکھین جو مین بیان کرتا ہون مجھے ہمیشہ اگر کوئی خیال آتا ہے تو یہی آتا ہے کہ دنیا مین تو رشتے ناطے ہوتے ہین بعض ان مین سے خوبصورتی کے لحاظ سے ہوتے ہین بعض خاندان یا دولت کے لحاظ سے اور بعض طاقت کے لحاظ سے لیکن جناب الٰہی کو ان امور کی پروا نہین اس نے تو صاف طور پر فرما دیا کہ اِنّ اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم یعنے اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہی معزز و مکرم ہے جو متقی ہے- اب جو جماعت اتقیا ہے خدا اس کو ہی رکھے گا اور دوسری کو ہلاک کریگا- یہ نازک مقام ہے اور اس جگہ پر دو کھڑے نہین ہو سکتے کہ متقی بھی وہین رہے اور شریر اور ناپاک بھی وہین ضرور ہے کہ متقی کھڑا ہو اور خبیث ہلاک کیا جاوے اور چونکہ اسکا علم خدا کو ہے کہ کون اس کے نزدیک متقی ہے پس یہ بڑے خوف کا مقام ہے- خوش قسمت ہے وہ انسان جو متقی ہے اور بدبخت ہے وہ جو لعنت کے نیچے آیا ہے-

اگر کوئی یہ خیال کرے کہ ان مین علماء بھی ہین ملہم بھی ہین تو یہ ایک خیالی بات ہے اور اس سے کوئی فایدہ اس مقصد کو نہین پہونچ سکتا جو انسانی ہستی کا ہونا چاہیئے- یاد رکھو وہ امر جس پر خدا راضی ہوتا ہے جب تک وہ نہو نہ علم صحیح ہوتا ہے نہ الہام مفید جو شخص پاخانہ کے پاس کھڑا ہے پہلے تو اسکو بدبو ہی آئیگی پھر اگر عطر اسکے پاس کیا جاوے تو وہ اس سے کیا فایدہ اٹھائے گا- جبتک خدا تعالےٰ کا قرب حاصل نہ ہو کچھ نہین ملتا اور خدا کے قریب کرنے والی بات صرف تقوے ہے سچی آواز سننے کے لیئے متقی بننا چاہیئے

مین نے بہت سے لوگ دیکھے ہین جو ہر آواز کو جو انہین آجاوے الہام ہی سمجھتے ہین حالانکہ اضغاث احلام بھی ہوتے ہین ہم یہ نہین کہتے کہ جو آوازین انہین سنائی دیتی ہین وہ بناوٹی ہین نہین انکو آوازین آتی ہونگی مگر ہم ہر آواز کو خدا تعالےٰ کی آواز قرار نہین دے سکتے جب تک اسکے ساتھ وہ انوار اور برکات نہون جو اللہ تعالےٰ کے پاک کلام کے ساتھ ہوتے ہین اسلیئے ہم کہتے ہین کہ ان الہام کے دعوےٰ کرنے والون کو اپنے الہامون کو اس کسوٹی پر پرکھنا چاہیئے اور اس بات کو بھی انہین فراموش نہین کرنا چاہیئے کہ بعض آوازین نری شیطانی ہوتی ہین- اسلیئے ان آوازون پر ہی فریفتہ ہو جانا دانشمند انسان کا کام نہین بلکہ جبتک اندرونی نجاست اور گند دور نہ ہو- اور تقوے کی اعلےٰ درجہ کی صفائی حاصل نہو اور اس درجہ اور مقام پر انسان نہ پہونچ جاوے جو دنیا ایک مرے ہوئے کیڑے کے

سے بھی حقیر اور ذلیل نظر آوے۔ اور اللہ تعالےٰ ہی ہر قول و فعل میں مقصود ہو اس مقام پر قدم نہیں پڑ سکتا جہاں پہونچکر انسان اپنے اللہ کی آواز سنتا ہے اور وہ آواز حقیقت میں اسی کی ہوتی ہے کیونکہ اسوقت یہ تمام نجاستوں سے پاک ہوگیا ہوتا ہے۔

غرض نری آوازیں اور چند رسمی کتابوں کے پڑھ لینے سے فیصلہ نہیں ہوتا بلکہ فیصلہ کی اصل اور سچی راہ وہی ہے جس کو تائیدات الٰہیہ کہتے ہیں انسے ہی فیصلہ ہوتا ہے اور خدا ہی کا حربہ فیصلہ کرتا ہے۔ جو شخص خدا تعالےٰ کے حضور ایسے مقام پر کھڑا ہے جو نجاست سے بالکل الگ ہے وہ وہی پاک آوازیں سنتا ہے جو حضرت موسےٰ حضرت عیسےٰ حضرت نوح حضرت ابراہیم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام نے سنیں اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جنکو سنا تھا میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ان آوازوں کی صداقت اور عملی ظہور کے لئے انسانی ہاتھوں کی ضرورت نہیں ہے بلکہ خود خدا تعالےٰ ان کی چمکار دکھاتا ہے اگرچہ یہ بہت ہی باریک باتیں ہیں جو معرفت کے اسرار میں داخل ہیں تاہم خوشبو اور بدبو اپنے مختلف نظاروں سے شناخت کیجا سکتی ہے اچھے درخت کو کئی طرح پہچان لیتے ہیں پتوں سے بھی شناخت کر لیتے ہیں میں نے ایکبار الائچی کا درخت انبالہ میں دیکھا اور ایک پتا اسکا لیکر سونگھا تو اس میں الائچی کی خوشبو موجود تھی۔ اگرچہ ابھی اسکے تین درجے باقی تھے مگر خوشبو موجود تھی دانشمند انسان بہت سے قرائن سے امر واقعی کو معلوم کر لیتا ہے۔ خباثت بھی ہزاروں پردوں میں چھپی رہتی ہے اور تقوےٰ بھی ہزاروں پردوں میں مخفی رہتا ہے مگر انکے آثار اور قرائن سے بخوبی پتہ لگ سکتا ہے۔

صوفیوں نے لکھا ہے کہ جیسے کوئی آدمی عین بدکاری کی حالت میں پکڑا جاوے تو اسے بہت ہی شرمندہ ہونا پڑتا ہے ایسے ہی ایک متقی جب اپنے تقوےٰ کے سیر و عبادت میں مصروف ہو اور کوئی اجنبی اسپر گذرے تو اسکو بھی شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ شرمندگی کے موجبات تو ایک ہی ہیں بدکار کو اپنی بدکاری کو امر مستور رکھنا چاہتا ہے اور متقی اپنے تقویٰ کو۔ غرض تقوےٰ کے امور بہت پوشیدہ ہوتے ہیں بلکہ اصل تو یہ ہے کہ اس سِر کی ملائکہ کو بھی خبر نہیں ہوتی پھر دوسرے کو کیسے اطلاع مل سکتی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جو تعلق تبتل کا تھا اس کی کیفیت کو اللہ تعالےٰ جسقدر سمجھتا تھا اسکو کسی دوسرے نے ہرگز نہیں سمجھا نہ حضرت ابوبکر نے اسے سمجھا نہ حضرت علی نے اور نہ کسی اور نے۔ آپ کا انقطاع تام اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا اور مخلوق کو مرے ہوئے کیڑے سے ہیچ سمجھنا ایک ایسا امر تھا جو دوسروں کو نظر نہ آ سکتا تھا مگر خدا تعالےٰ کی تائیدوں کو دیکھ کر لوگ یہ نتیجہ ضرور نکالتے تھے کہ جیسا خدا تعالےٰ سے سچا اور قوی تعلق اسنے پیدا کیا ہوا ہے۔ خدا تعالےٰ نے بھی اس سے کوئی فرق نہیں کیا ہے۔

کیسی عظیم الشان بات ہے کہ آپ کو کوئی مقام ذلت کا کبھی نصیب نہیں ہُوا۔ بلکہ ہر میدان میں آپ ہر طرح معزز و مظفر ثابت ہوئے ہیں لیکن بالمقابل اگر مسیح کی حالت کو دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انہیں کیسی ذلت پر ذلت نصیب ہوئی ہے بسا اوقات ایک عیسائی شرمندہ ہو جاتا ہوگا جب وہ اپنے اس خدا کی حالت پر غور کرتا ہوگا جو انہوں نے فرضی اور خیالی طور پر بنایا ہُوا ہے۔ مجھے ہمیشہ تعجب اور حیرت ہوئی ہے کہ عیسائی اس تعلیم کو جو انجیل میں بیان ہوئی ہے اور اس خدا کو جس کے واقعات کسیقدر انجیل سے ملتے ہیں رکھ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اسے ترجیح کیونکر دیتے ہیں مثلاً یہی تعلیم ہے کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دو۔ اب اسکے تمام پہلوؤں پر غور کرو تو صاف نظر آ جائے گا کہ یہ کیسی بودی اور نکمی تعلیم ہے۔ بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان سے بچے خوش ہو جاتے ہیں۔ بعض سے متوسط درجے کے لوگ اور بعض سے اعلےٰ درجہ کے لوگ۔

انجیل کی تعلیم صرف بچوں کا کھلونا ہے کہ جس کی حقیقت کچھ بھی نہیں۔ کیا اللہ تعالےٰ نے جو انسان کو اسقدر قویٰ عطا فرمائے ہیں ان سب کا موضوع اور مقصود یہی ہے کہ وہ طمانچے کھایا کرے؟ انسان انسان تب ہی بنتا ہے کہ وہ سارے قویٰ کو استعمال کرے مگر انجیل کہتی ہے کہ سارے قویٰ کو معطّل چھوڑ دو اور ایک ہی قوت پر زور دیئے جاؤ۔ بالمقابل قرآن شریف تمام قوتوں کا مربی ہے اور برمحل ہر قوت کے استعمال کی تعلیم دیتا ہے جیسا کہ مسیح کی اس تعلیم کے بجائے قرآن شریف فرماتا ہے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفی واصلح یعنے بدی کی سزا تو اسیقدر بدی ہے مگر عفو بھی کرو تو ایسا عفو کہ اسکے نتیجہ میں اصلاح ہو وہ عفو بےمحل نہو۔ مثلاً ایک فرمانبردار خادم ہے اور کبھی کوئی خیانت اور غفلت اپنے فرض کے ادا کرنے میں نہیں کرتا۔ مگر ایک دن اتفاقاً اسکے ہاتھ سے گرم چاء کی پیالی گر جاوے اور نہ صرف پیالی ہی ٹوٹ جاوے بلکہ کسیقدر گرم گرم چاء سر پر بھی پڑ جاوے تو اسوقت یہ ضروری نہیں کہ آقا اس کو سزا دے۔ بلکہ اسکے حسب حال سزا یہی ہے کہ اسکو معاف کر دیا جاوے ایسے وقت پر موقع شناس آقا تو خود شرمندہ ہو جاتا ہے

کہ اس بیچارے نوکر کو شرمندہ ہونا پڑیگا۔ لیکن کوئی شریر نوکر اس قسم کا ہے کہ وہ ہر روز نقصان کرتا ہے اگر اس کو عفو کر دیا جاوے تو وہ اور بھی بگڑیگا اسکو تنبیہ ضروری ہے غرض اسلام انسانی قوی کو اپنے اپنے موقع اور محل پر استعمال کرنیکی تعلیم دیتا ہے اور انجیل اندہا دھند ایک ہی قوت پر زور دیتی چلی جاتی ہے۔ مگر حفظ مراتب نگنی زندیقی غرض حفظ مراتب کا مقام قرآن شریف نے رکھا ہے کہ وہ عدل کیطرف لیجاتا ہے تمام احکام میں اس کی یہی صورت ہے مال کیطرف دیکھو نہ ممسک بناتا ہے نہ مسرف یہی وجہ ہے کہ اس امت کا نام ہی **امتہ وسطا** رکھدیا گیا

پھر دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تقرب کو دیکھنا چاہئے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ بادشاہ کے دل کی بات تو بادشاہ ہی جانتا ہے مگر جسپر وہ اسرار ظاہر کرتا ہے یا اپنی رضامندی کے آثار جسپر دکھاتا ہے ضروری ہے کہ ہم اسکو مقرب کہیں اسیطرح پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ہم دیکھتے ہین تو آپکے قرب کا مقام وہ نظر آتا ہے جو کسی دوسرے کو کبھی نصیب نہین ہوا وہ عطایا اور نعماء جو آپ کو دئے گئے ہین سب سے بڑھکر ہین اور جو اسرار آپ پر ظاہر ہوئے اور کوئی اس حد تک پہنچا ہی نہیں۔ قرآن شریف ہی کو دیکھ لو کہ کسقدر عظیم الشان پیشگوئیان اس مین موجود ہین حضرت مسیح کا مجھے بارہا خیال آتا ہے کہ یہ نادان عیسائی کس شیخی پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ان کا مقابلہ کرنے بیٹھتے ہین حضرت مسیح کا تو دعوی ہی بجائے خود محدود ہے وہ صاف کہتے ہین کہ مین بنی اسرائیل کی بھیڑون کے لئے آیا ہون ضربت علیہم الآیۃ کی مصداق آپکی دعوت کی مخاطب قوم تھی یہ دعوی تو ویسا ہی ہے جیسے کوئی نمبرداری یا پتی داری کا دعوی کرے۔ اب انکی

ہمت۔ استقلال۔ اور توجہ اسی دعوی کی نسبت سے ہونی چاہئے دوسری طرف ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا اب اس ہمت اور بلند نظری اور توجہ کا مقابلہ کرو کیا یہی خدائی کی شان ہے؟ کہ یہودیون کے چار گھرون کے سوا اور کسی کی اصلاح کے لئے بھی نہین آئے؟

خدا کے حسب حال تو ہونا چاہئے تھا کہ آپ کی دعوت کا میدان بڑا وسیع ہوتا۔ خیر بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑون کے لئے ہی دعوت سہی مگر اب یہ بھی تو دیکھنا ہے کہ اس مین کامیابی کیا ہوئی غور کیا جاوے اور انجیلی واقعات پر نگاہ کیجاوے تو یہ راز بھی کھل جاتا ہے کہ آپکو ہر میدان مین ذلیل ہونا پڑا۔ دشمنون پر کامیابی نہ ملی بلکہ انھون نے پکڑ کر صلیب پر چڑھا دیا اور قصہ پاک ہوا؟ اس خدا کا مقابلہ رسول اللہ صلے اللہ وسلم سے کیا جاتا ہے آپ ہر میدان مین مظفر و منصور ہوئے آپکے دشمن آپ پر کبھی قابو اور غلبہ نہ پا سکے اور آپ کے سامنے ہی ہلاک ہوئے آپ کو بھیجا ایسے وقت مین گیا جب زمانہ انکی ضرورت کو خود ثابت کرتا تھا اور اٹھائے ایسے وقت گئے جب کامل اصلاح ہو چکی اور آپ اپنے فرض منصبی کو پوری کامیابی کے ساتھ ادا کر چکے اور الیوم اکملت لکم دینکم کی آواز آپ نے سن لی +

پھر مسیح کیطرف دیکھو آپ صلیب پر چڑھے ہوئے ہین اور ایلی ایلی لما سبقتنی کی فریاد کرتے ہین یہودا اسکریوطی تیس روپیہ پر اپنے پاک استاد کو پکڑوا چکا ہے اور پطرس صاحب **لعنت** بھیج رہے ہین مسیح کے لئے وہ نظارہ کیسا مایوسی بخش ہے دوسری طرف

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ آپکے جان نثار رفیق کسطرح پر اپنی جانین آپکے قدمون پر قربان کر رہے ہین۔ ایسے وفادار اور فرمانبردار اصحاب اور رفیق کس کو ملے؟ اور یہ وفاداری اور اطاعت مین فنا کر اپنی جانون تک کے دیدینے مین دریغ نکیا آپکی ذاتی **قوت قدسی** کا ثبوت ہے جو مقابلہ کرنے سے مسیح مین کچھ بھی نظر نہین آتی

پھر اسرار کیطرف نگاہ کرو جسقدر اسرار اور رموز قرآن شریف مین ہین توراۃ اور انجیل مین وہ کہان؟ پھر قرآن شریف تمام امور کو صرف دعوے ہی کے رنگ مین بیان نہین کرتا جیسے کہ توراۃ یا انجیل جو دعوی ہی دعوی کرتی ہین بلکہ قرآن شریف **استدلالی** رنگ رکھتا ہے کوئی بات وہ بیان نہیں کرتا جس کے ساتھ اسنے ایک قوی اور مستحکم دلیل نہ دی ہو جیسی قرآن شریف کی فصاحت وبلاغت اپنے اندر ایک جذب رکھتی ہے جسطرح اس کی تعلیم مین معقولیت اور کشش ہے ویسی ہی اس کے دلائل موثر ہین۔ غرض میرا مطلب ان ساری باتون سے یہ ہے کہ سب سے بڑھکر کامل اور موثر نمونہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

اسیطرح پر اب بھی وہی خدا ہے جسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان اور انعام کئے اور اسیطرح پر اب بھی اس کے فضل اور برکات کے انعام ہو رہے ہین پس یاد رکھو کہ جو فریق اس **حق** کی مخالفت کرتا ہے اور اسکو مفتری کہتا ہے وہ جسقدر مخالفت چاہین کرین مخالف الہام سنائین **ان کو آخر معلوم ہو جائیگا کہ غالب وہی ہوتا ہے جسکو خدا نے اپنا نور اور فضل دیکر بھیجا ہے** اور خدا تعالے اپنی قدیم سنت اور عادت کیموافق اس قوم

پر اپنا فضل کریگا جسکو اس نے منتخب کیا ہے وہی دنیا پر پھیلیگی اور وہی قرآن شریف - اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی وارث ہوگی؛

دنیا مین ہمیشہ انسانون کے تین طبقے ہوتے ہین - سابق بالخیرات مقتصد اور ظالم - سابقین کو نشانات اور معجزات کی ضرورت نہین ہوتی وہ تو قرائن اور حالات موجودہ سے پہچان لیتے ہین - مقتصدون کو کچھ حصہ روشن دماغی کا ملا ہوا ہوتا ہے اور کچھ تاریکی کا - اس لئے وہ دلائل اور معجزات کے محتاج ہوتے ہین مگر تیسرا طبقہ جو ظالمین کا ہوتا ہے وہ چونکہ بہت ہی غبی اور بلید ہوتے ہین بجز مار کھانیکے وہ نہین مانتے یہ ایک قسم کا جبر ہوتا ہے جو ہر مذہب حق مین پایا جاتا ہے کیونکہ ظالمین بجز اسکے سمجھ نہین سکتے - حضرۃ مسیح کے لئے طیطاؤس رومی کا اتفاق ہوگیا - موسٰی کی قوم جو پہلے ہی سے مزدورتون اور فرعون کی سختیون سے نالان تھی اس نے حضرۃ موسٰی کی دعوت کو قبول کر لینا اپنی نجات کا موجب سمجھا اور پھر بھی اللہ تعالےٰ ان کی اصلاح کے لئے وقتًا فوقتًا ان پر عذاب بھیجتا رہا کبھی طاعون کبھی زلزلے مختلف طریق پر انہیں منوایا اور اسی طرح ہوتا رہا ہے

غرض یہ ایک سنت اللہ ہے کہ ظالمین کو اللہ تعالےٰ اس طریق پر سمجھاتا ہے کیونکہ؟ یہ فرقہ زیادہ بھی ہوتا ہے اور غبی بھی اسوقت بھی یہ فرقہ زیادہ ہے جو نشانات خدا نے ظاہر کئے ان پر بھی جرح کرتے ہین کسوف خسوف کی حدیث کو مجروح قرار دیدیا - لیکھرام کی پیشگوئی پر اعتراض کردیا ہر نشان جو ظاہر ہوتا ہے اعتراض کردیتے ہین مگر خدا تو سب کام شدہ ہے اس نے تیسری صورت

اور آخری حجت اختیار کی ہے جو -

طاعون ہے۔

طاعون کا علاج توبہ و استغفار ہی ہے یہ کوئی معمولی بلا نہیں بلکہ ارادہ الہی سے نازل ہوتی ہے یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہماری جماعت مین سے کسیکو نہ ہو صحابہ مین سے بھی بعض کو طاعون ہوگئی تھی لیکن ہان ہم یہ کہتے ہین کہ جو خدا تعالےٰ کے حضور تضرع اور زاری کرتا ہے اور اسکے حدود و احکام کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس کے جلال سے ہیبت زدہ ہوکر اپنی اصلاح کرتا ہے وہ خدا کے فضل سے ضرور حصہ لیگا اس لئے ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ **تہجد کی نماز کو لازم کرلین** جو زیادہ نہین وہ دو ہی رکعت پڑھ لے کیونکہ اسکو دعا کرنیکا موقع بہرحال ملجائیگا اسوقت کی دعاؤن مین ایک خاص تاثیر ہوتی ہے کیونکہ وہ سچے درد اور جوش سے نکلتی ہین جب تک ایک خاص سوز اور درد دل مین نہ ہو اسوقت تک ایک شخص خواب راحت سے بیدار کب ہوسکتا ہے! پس اس وقت کا اٹھنا ہی ایک درد دل پیدا کردیتا ہے جس سے دعا مین رقت اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے اور یہی اضطراب اور اضطرار **قبولیت دعا** کا موجب ہوجاتے ہین ؛

لیکن اگر اٹھنے مین سستی اور غفلت سے کام لیتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ درد اور سوز دل مین نہین کیونکہ نیند تو غم کو دور کردیتی ہے لیکن جبکہ نیند سے بیدار ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ کوئی درد اور غم نیند سے بھی بڑھکر ہے جو بیدار کر رہا ہے

پھر ایک اور بات بھی ضروری ہے جو ہماری جماعت کو اختیار کرنی چاہئے اور وہ یہ ہے کہ زبان کو فضول گوئیون سے پاک رکھا جاوے زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے اور زبان کو پاک کرنے سے گویا خدا تعالیٰ جو کی ڈیوڑھی مین آجاتا ہے جب خدا ڈیوڑھی مین آگیا تو پھر اندر آنا کیا تعجب ہے؟

پھر یاد رکھو کہ حقوق اللہ اور حقوق عباد مین دانستہ ہرگز غفلت نکیجاوے جو ان امور کو مدنظر رکھیگا وہ طاعون سے کام لیگا یا یون کہو کہ جسکو عاکی توفیق دیجاویگی ہم یقین رکھتے ہین کہ اللہ تعالےٰ اسپر اپنا فضل کریگا اور وہ بچ جاویگا - ظاہری تدابیر صفائی وغیرہ کی منع نہین ہین بلکہ بر توکل زانوئے اشتر بہ بند پر عمل کرنا چاہئے جیسکہ ایاک نعبد و ایاک نستعین سے معلوم ہوتا ہے مگر یاد رکھو کہ اصل صفائی وہی ہے جو فرمایا ہے قد افلح من زکّٰھا ہر شخص اپنا فرض سمجھ لے کہ وہ اپنی حالت مین تبدیلی کرے تمہین یاد ہوگا کہ مجھے الہام ہوا تھا **ایام غضب اللہ غضبت غضبًا شدیدا** یہ طاعون کے متعلق ہے مگر وہی خدا کے فضل کا امیدوار ہوسکتا ہے جو سلسلہ دعا - توبہ اور **استغفار کا نہ توڑے اور عمدًا گناہ نکرے**

گناہ ایک زہر ہے جو انسان کو ہلاک کردیتی ہے اور خدا کے غضب کو بھڑکاتی ہے گناہ سے صرف خدا تعالیٰ کا خوف اور اس کی محبت ہٹاتی ہے طاعون بھی گناہون سے بچانیکے لئے ہے صوفی کہتے ہین کہ سعید کسی موقع کو ہاتھ سے نہین دیتے بعض کے حالات سے ہین کہ انہون نے دعا کی کہ کوئی ہیبت ناک نظارہ ہو تاکہ دل مین رقت اور درد پیدا ہو اب اس سے بڑھکر کیا ہیبت ناک نظارہ ہوگا کہ لاکھون بچے یتیم کئے جاتے ہین - بیواؤن سے گھر بھر جاتے ہین ہزارون خاندان بے نام و نشان ہوجاتے ہین - اور کوئی باقی نہین رہتا -

اللہ تعالےٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کو ایسے موقعون پر ہمیشہ بچالیتا ہے جبکہ بلائین عذاب الہی کی صورت مین نازل ہون - پس اسوقت خدا کا غضب بڑھا ہوا ہے اور حقیقت مین یہ خدا کے غضب کے ایام ہین اس لئے کہ خدا کے حدود اور احکام کی بیحرمتی کیجاتی ہے اور اس کی باتون پر ہنسی اور ٹھٹھا کیا جاتا ہے - پس اس سے بچنے کے لئے یہی علاج ہے کہ دعا کے سلسلہ کو نہ توڑو اور توبہ و استغفار سے کام لو - وہی دعا مفید ہوتی ہے جب دل خدا کے آگے پگھل جاوے اور خدا کے سوا کوئی مفر نظر نہ آوے [illegible]

ملفوظات احمدیہ

ڈائری کا اقتباس

مامور کی صحبت بہترین معلم ہے شریعت کی کتابین حقائق اور معارف کا ذخیرہ ہوتی ہین لیکن حقائق اور معارف پر کبھی پوری اطلاع نہیں ملسکتی جب تک صادق کی صحبت اخلاص اور صدق سے اختیار نہ کی جاوے اسی لئے قرآن شریف فرماتا ہے یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اور اتقا کے مدارج کامل طور پر کبھی حاصل نہیں ہو سکتے جب تک صادق کی معیت اور صحبت نہو کیونکہ اس کی صحبت مین رہ کر وہ اس کے انفاس طیبہ عقد ہمت اور توجہ سے فائدہ اٹھاتا ہے -

قبول ہونیوالی دعا کا راز دعا جب قبول ہونے والی ہوتی ہے تو اللہ اس کے لئے دل مین ایک سچا جوش اور اضطراب پیدا کر دیتا ہے اور بسا اوقات اللہ تعالےٰ خود ہی ایک دعا سکھاتا ہے اور الہامی طور پر اس کا پیرایہ بتا دیتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے فتلقّٰی اٰدم من ربہ کلمات اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ خدا تعالےٰ اپنے راستباز بندون کو قبول ہونے والی دعائین خود الہاماً سکھا دیتا ہے -

بعض وقت ایسی دعا مین ایسا حصہ بھی ہوتا ہے جسکو دعا کرنیوالا ناپسند کرتا ہے مگر وہ قبول ہو جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس آیت کے مصداق ہے عسٰی ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم

مامور من اللہ کی سچی ہمدردی مامور من اللہ جب آتا ہے تو اس کی فطرت مین سچی ہمدردی رکھی جاتی ہے اور یہ ہمدردی عوام سے بھی ہوتی ہے اور جماعت سے بھی - اس ہمدردی مین ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھے ہوئے تھے - اس لئے کہ آپ کل دنیا کے لئے مامور ہو کر آئے تھے اور آپ سے پہلے جسقدر نبی آئے وہ مختص القوم اور مختص الزمان کے طور پر تھے مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کل دنیا اور ہمیشہ کے لئے نبی تھے اس لئے آپ کی ہمدردی بھی کامل ہمدردی تھی چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لعلک باخع نفسک ان لا یکونوا مومنین اس کے ایک تو یہ معنے ہین کہ کیا تو ان کے مومن نہونے کے فکر مین اپنی جان دیدیگا اس آیت سے اس درد اور فکر کا پتہ لگ سکتا ہے جو آپکو دنیا کی تبہ حالت دیکھکر ہوتا تھا کہ وہ مومن بنجاوے یہ تو آپ کی عام ہمدردی کے لئے ہے اور یہ معنے بھی اس آیت کے ہین کہ مومن کو مومن بنانیکی فکر مین تو اپنی جان دیدیگا یعنی ایمان کو کامل بنانے مین *

اسی لئے دوسری جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یاایھا الذین اٰمنوا اٰمنوا باللہ و برسولہ - بظاہر تو یہ تحصیل حاصل معلوم ہوتی ہوگی لیکن جب حقیقت حال پر غور کیجاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ کئی مراتب ہوتے ہین اس لئے اللہ تعالےٰ تکمیل چاہتا ہے -

غرض مامور کی ہمدردی مخلوق کیساتھ اس درجہ کی ہوتی ہے کہ وہ بہت جلد اس سے متاثر ہوتا ہے

رسول مامور اللہ تعالےٰ اور اس کے مامورون کے درمیان دو قسم کے تعلقات ہوتے ہین - مامور تو اللہ تعالےٰ کا رسول ہوتا ہی ہے لیکن بعض مقامات پر اللہ تعالےٰ بھی مامور کا رسول ہو جاتا ہے یہ ایک باریک بھید ہے جسکو ہر شخص جلدی نہیں سمجھ سکتا - یہ صورت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب مامور اپنی جماعت کو اپنی منشاء کیموافق نہیں دیکھتا تو اس کے دل مین ایک درد پیدا ہوتا ہے اور اسپر ایک ٹھوکر لگتی ہے اسوقت خدا تعالےٰ تمثیلی طور پر بعض افراد کو انکے عیوب ان پر ظاہر کر دیتا ہے اور کبھی اس فعل کا علم مامور اور اس کے ساتھ تعلق رکھنے والے انسان دونون کو ہوتا ہے اور کبھی ایک ہی کو -

ہم اس عقیدہ کو حل کرنے کے لئے ذرا مثال کے طور پر سمجھا دیتے ہین بہت سے لوگ ایسے ہونگے بلکہ قریباً ہر ایک شخص پر اس قسم کے واقعات گذرے ہونگے کہ جب کبھی وہ کسی گناہ کی حالت مین گرفتار ہونیکو ہوا ہے تو رویا مین حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس نے زیارت کی اور اس گناہ کی حالت سے بچگیا اس قسم کے تمثلات وہ ہوتے ہین جن مین اللہ تعالےٰ مامور کا رسول ہو کر اپنا فیض پہونچاتا ہے

ایڈیٹر

قرآن کریم کی ابتدا

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۱۱ جلد ۶

اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ ایک ہی انسان دنیا مین گذرا ہے جسنے اللہ تعالےٰ سے پوری صلح کی ہے دیکھو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جن کے دہان پاک سے یہ جلیل الشان وحی نکلی ہے مکہ کی زندگی مین جبکہ مصائب کے پہاڑ آپکے سر پر ٹوٹ رہے تھے اور ہر طرف سے آپ پر درندون کیطرح حملہ کیا جاتا تھا ایسی حالت مین جبکہ ایک ضعیف القویٰ انسان ایک لحظہ کے لئے بھی استقامت اختیار نہیں کر سکتا آپ کسطرح پر خدا تعالےٰ کی قضا و قدر سے رضامند رہے ہین کوئی گھڑی آپ پر ایسی نہیں گذری کہ اللہ تعالےٰ کا شکوہ کیا ہو - بلکہ آپکی زبان

زبان سے یہی الحمد للہ نکلتا رہا۔ وہ جانگداز صدمے جو اس زندگی مین آپنے اٹھائے انکو بیان کرنے سے بھی زہرہ گداز ہوتا ہے جبکہ آپ کے صحابہ کو بھیڑ بکری کیطرح ذبح کیا جاتا ہے اور مختلف قسم کی اذیتین اور تکلیفین دی جاتی ہین کمزور اور ناتوان فطرت عورتون کی شرمگاہون مین برچھے مارے جاتے ہین اور مختلف اونٹون سے باندھ باندھ کر ان کو مخالف جہات مین دوڑا کر چیرا جاتا ہے اس قسم کی تمام تکلیفین آپ تیرہ سال تک برداشت کرتے رہے مگر ایسی پر انقلاب زندگی مین قدم قدم پر ناگفتنی واقعات پیش آنے پر بھی یہ جلیل الشان انسان الحمد للہ کہتا ہے۔ کوئی شخص غور کرنیوالی فطرت اور انصاف کرنیوالا دل لیکر آپکے حالات پر نظر کرے تو اسکو تعجب ہوگا اور بے اختیار ہوکر ماننا پڑیگا کہ اللہ تعالےٰ کے قاہر ارادون اور حکیمانہ تدبیرونکے ساتھ طوع دل سے صلح کرنیوالا ایک اور صرف ایک ہی انسان دنیا مین گذرا ہے۔ اللّٰہم صل علی محمد وعلی الِ محمد وبارک وسلم

مین نے بار ہا آنحضرت صلے اللہ علیہ علیہ وسلم کی سیرۃ پر غور کی ہے اور جس جس قدر مین نے اس دریا مین غوطے لگائے ہین۔ لذت اور سرور کے موتیون سے مالا مال ہو کر نکلا ہون اور اس نتیجہ پر پہنچا ہون کہ جبتک انسان ان تمام آلام کو جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے پہنچے ہین انعام کے رنگ مین نہ سمجھے اور مصائب و مشکلات کے تیرونکو جو بارش کیطرح برس رہے ہون پھول قرار نہ دے ممکن نہین کہ الحمد للہ اسکے منہہ سے نکلے۔

یہ عرفان کا عالی مقام ہے جہان ہر ایک شخص نہین پہنچ سکتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام تک تو کوئی پہنچا ہی نہین۔ اس مقام پر اللہ تعالےٰ پر ایمان ایسا قوی اور مضبوط ہوتا ہے کہ ہر دکھ اور مصیبت محسوس اللذت اور مدرکِ حلاوت ہوجاتی ہے اور جبتک دکھ اور مصیبت لذت اور حلاوت کا رنگ اختیار نکرے دل کی سوزش اور کاہش کم نہین ہوسکتی اور سچا اطمینان اور تسلی نہ ملنے کے باعث الحمد للہ منہہ سے نہین نکل سکتا لیکن جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی کو دوربین نگاہ سے دیکھتا ہے بشرطیکہ اس کا دل جاگتا ہو اور اس کے سر مین عقل اور انصاف کا مادہ موجود ہو اُسکو آپ کی اس قوت قدسی اور عرفان کا اقرار کرنا پڑیگا جس نے آپکے دل کو قوی کردیا تہا اور اپنے محبوب مولا کی ہر ادا پر انشراح صدر کے ساتھ نثار کردیا تہا۔

پھر ہم دیکھتے ہین کہ مکّی زندگی کے ایام ہی مین جو مصیبتون کی زندگی ہے یہ اللہ تعالےٰ سے سچی صلح دکہانے والا الحمد للہ نہین کہتا بلکہ جب مدینہ کی کامیاب زندگی کا دور شروع ہوتا ہے اور پوری کامیابی اور نصرت کا تاج آپکے سر پر رکہا جاتا ہے اور آپ دس ہزار قدسیون کے ساتھ مکہ کو فتح کرتے ہین اس کامیابی کی گھڑی مین (جو کسی نبی کی تاریخ مین پائی نہین جاتی) پھر بھی یہ خدا کا جلیل الشان نبی حامد۔ محمدؐ۔ احمد صلے اللہ علیہ وسلم وہی پاک کلمہ جس سے خدا تعالےٰ کی منفادیر سے پوری صلح اور سلم کی عجب خوشبو آتی ہے کہتا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نہ مصائب اور تلخیون نے آپکے کوہ وقار دل پر کوئی اثر ڈالا اور نہ کامیابی اور فتح کی شادمانی نے آپکو ازخود رفتہ کیا۔ اس نظارہ کو ذرا مدنظر رکھکر سوچو کہ ایک شخص خونی دشمن پر اپنے اس مولد اور موطن مین جہان سے وہ بظاہر ذلت کے ساتھ نکالا گیا تہا اور وہ خار دار پہاڑیون مین چھپتا ہوا بہاگا تہا پوری کامیابی حاصل کرتا ہے اور اس کی قسمت اس بیابان مکہ کے نکالے ہوئے کے ہاتھ مین دی جاتی ہے اس خوشی اور کامیابی اور نصرت پر چاہئے تہا کہ اگر الوہیت کے ساتھ کامل رشتہ عبودیت رکھنے والا انسان نہوتا تو اپنے جامے سے باہر ہو جاتا مگر یہ لانظیر حوصلہ اور استقامت کا انسان (صلے اللہ علیہ وسلم) ایسی عظیم الشان فتح بین جو آدم سے لیکر اسوقت تک اور اسوقت سے لیکر ابتک اور پھر قیامت کسی کو نصیب نہین ہوئی اور نہ ہوگی اس الحمد للہ کو بھول نہین گیا بلکہ اسیطرح بلا تفاوت مولےٰ وہ اپنے محبوب مولا کی حمد کرتا ہے بہت سے لوگ ایسے ہین بعضے نہین بلکہ قریباً سارے ہی ایسے ہین جو غم اور خوشی مین اپنے مولا سے اعراض کرتے ہین اور تہوڑے ہین اور بہت ہی تہوڑے ہین جو مقادیر الٰہی سے صلح کرتے ہین مگر صلح کے جس بلند اور مستحکم چٹان پر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہین اور کسی دوسرے کا وہان گذر نہین کہ وہ اللہ تعالےٰ کی صفات کا کامل مظہر تہے اس اپنے ارادہ اور بشریت کا حصہ آپ مین نہ تہا ورنہ بات کیا ہے اور کیا سبب ہے؟ کہ نہ آپکو غم مدہوش کر سکے اور نہ کامیابی کا نشہ ازخود رفتہ بنا سکے مین بڑی دلیری سے کہتا ہون کہ الوہیت کا جوڑ عبودیت سے کبھی ہو سکتا ہی نہین جب تک خدا تعالےٰ کی قضا و قدر سے سلم اور آشتی نہو اور اس صلح کا پورا بے عیب ہان کامل اور لانظیر نمونہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہین مین دعوے سے کہتا ہون اور مردہ پرست نصرانی اور مادہ پرست آریہ کو چیلنج کرتا ہون کہ رضا بقضا کا ایسا نمونہ پیش کرین اور مین اس تحدی کے ساتھ بلا خوف تردید کہتا ہون کہ کوئی بھی نہین ایک بھی نہین۔

دنیا کی اور کوئی کتاب کوئی تعلیم اس سے بڑھکر سنہری اصول پیش نہین کرسکتی ہر ایک مدعی مذہب سے پوچھو کہ انسان کی علت غائی کیا ہے؟ اور خدا کو مانکر اس کے ساتھ جوڑ کس رنگ کا ہو کہ خدا کا نزول اسپر ہو اور اس کا (انسان کا) صعود الی اللہ کیسے ہو؟

مین بلند آواز سے کہتا ہون کہ کوئی کتاب کوئی مذہب نہین ہے اور ہرگز نہیں ہے

جہان عظیم الشان اور ضروری مقاصد پر کچھ بھی روشنی ڈال سکے یہ فخر اسلام اور صرف اسلام - قرآن اور صرف قرآن کو ہے کہ وہ اس فلسفہ کو بیان کرتا ہے اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس کو اپنے عمل سے دکھاتے ہیں کسی قوم کے پاس یہ وظیفہ نہیں جو الوہیت میں فنا ہونیکا الحمد للہ کے لفظ میں اور عملی طور پر نماز میں اسلام نے پیش کیا ہے -

یہ یورپ یہ عیسائی قومیں جنکو بعض غلطی سے بہادر اور شجاع مانتے ہیں میں کہتا ہوں ان کی بہادری انکی شجاعت آتشین ہتیاروں سے ہوگی ورنہ روح کے تعلق سے یہ قومیں بزدل ہیں کیونکہ وہ مذہب مردہ پرست مذہب جوان کو ملا ہے وہ علو ہمتی اور شجاعت کو پیدا نہیں کرتا بلکہ بزدلی کو پیدا کرتا ہے اس کی تعلیم پر نظر کرو تو بزدلی اور تعلیم پر عمل کرنیوالیکا نمونہ دیکھو تو بالکل ناقص اور قابل شرم !!

بجز خودکشی کے اور کیا نمونہ باطل پرست نصرانی پیش کرے گا - اس خود کشی ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ جب کبھی کوئی بڑے سے بڑا متمول - جاہ و حشمت رکھنے والا بھی اس قانون قدرت کی کشاکش میں مبتلا ہوا اور مصیبت کا ایک ہلکا سا تھپڑ بھی اس پر آپڑا - تو وہ اس کو برداشت نہیں کرسکتا اور اپنی مخلصی اور رہائی فقط خود کشی میں پاتا ہے +

چنانچہ یہ بات واقعات صحیحہ کی رو سے ثابت ہو چکی ہے اور اعداد و شمار سے اس کا پتہ لگایا گیا ہے کہ ان ممالک یورپ میں جو اپنی جگہ پر تہذیب و شائستگی کے چشمہ بنے بیٹھے ہیں ہر سال کثرت کے ساتھ خودکشیاں ہوتی ہیں اس کا راز اور سِر یہی ہے کہ ان میں رضا بالقضا اور تسلیم و توکل کی نہ کوئی تعلیم ہے اور نہ کوئی مؤثر اور کامل نمونہ ہے پھر اگر وہ خودکشی نکریں تو کیا کریں؟ انسانی زندگی کے منازل میں بسا اوقات مصائب اور مشکلات کا آنا ضروری ہے لیکن جس کے سامنے ان تلخیوں کے موقع پر کوئی کامل تعلیم اور کامل نمونہ موجود نہیں ہے وہ ہرگز ہرگز ان کو برداشت کرنے کی قوت پا نہیں سکتا عیسائی دنیا کے سامنے ایسی تعلیم نہیں ہے اور بجز خود کشی کے کوئی نمونہ نہیں پھر ناکامیوں کی نتائج خودکشیوں کی فہرستیں ہی دیکھی جا سکتی ہیں اور کوئی امید مردہ پرست نصرانی سے رکھنی ہی لاحاصل ہے

اصل اور سچی بات یہی ہے کہ صرف ایک ہی چیز ہے جو انسان کو اس کی زندگی کے نشیب و فراز میں پوری استقامت اور سکینت اور طمانینت بخش سکتی ہے اور وہ ہے اللہ تعالےٰ اور اس کی صفات پر کامل اور لذیذ ایمان جسکا علمی اظہار اس الحمد للہ میں کیا گیا ہے اور عملی طور پر اسے نماز کی صورت میں دکھایا ہے -

دن رات میں کسی قدر وقفہ کے ساتھ نماز کا کوئی نہ کوئی وقت آجاتا ہے اور یہ ممکن ہے کہ ان اوقات میں کسی نہ کسی وقت نمازی پر کوئی حادثہ نازل ہوا ہو مثلاً ایک شخص کا ایک ہی اکلوتا ہونہار نوجوان بیٹا تھا جس پر بظاہر ساری امیدیں تھیں مگر وہ دفعۃً مرگیا اب اس واقعہ اور حادثہ کے بعد یہ تو ضروری ہے کہ کوئی نہ کوئی نماز کا وقت آجاوے - اب اس جانگاہ حادثہ کے بعد جب کہ دنیا اس کی آنکھوں میں تیرہ و تار نظر آتی ہے جبکہ اس کی جان پر در امیدوں کا خون ہو چکا ہے اسے نماز میں کھڑے ہوتے ہی الحمد للہ کہنا ہوگا یعنی ہر حال میں اللہ تعالےٰ ہی حمد و ستائش کا مستحق اور سزاوار ہے اب اگر اس کی زبان اس کے دل سے موافق نہیں تو اس کے لئے کسقدر خوف کا مقام ہے کہ یہ نماز اس کو منافقوں کی فہرست میں داخل نکردے کیونکہ اس کا دل تو اللہ تعالےٰ کو کوستا ہے اور اس کی قاہر تقدیر کی تیز تلوار کا جو ابھی اس پر چل چکی ہے شاکی ہے - اور زبان سے وہ الحمد للہ کہتا ہے مگر یہ کون پسند کرسکتا ہے کہ وہ خدا کے حضور منافق اور ریاکار ٹھہرایا جاوے اس لئے اس کو ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی تقدیر پر راضی ہو اور اس کی صفات پر سچا ایمان لائے

پس یہ تعلیم جو اسلام کی ابتدائی تعلیم ہے ہاں قرآن کریم کی زرین ابتدا حقیقت میں کل سالکان راہ حق کی آخری اور انتہائی معراج ہے جو کسی اور کتاب نے پیش نہیں کی یہی وہ مقام ہے جہاں پہنچکر انسان نبیوں کا نمونہ بنتا ہے - (باقی آئندہ انشاء اللہ تعالی)

یسوع مسیح مرقومہ بشپ صاحب لاہور

پر ریویو
نمبر پنجم

گذشتہ نمبر میں ہم نے تین امور قابل ریویو تحریر کئے ہیں جن میں سے پہلا یہ ہے کہ یسوع مسیح کی تعلیم شفاعت کے متعلق کیا ہے جو دوسرے نبیوں اور ہادیوں کی تعلیم سے ممیز ہے ؟

اس امر تنقیح طلب پر بحث کرتے ہوئے ہمکو سب سے اول سخت افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ یسوع مسیح نے بجائے خود شفاعت کے مفہوم اور مضمون کو ہی نہیں سمجھا چہ جائیکہ وہ اس کے متعلق کوئی اعلی درجہ کی تعلیم دے سکتے اور اپنے آپکو شفیع ٹھہرا سکتے -

عیسائی خود بیان کرتے ہیں (جو مدعی سست گواہ چست کے مصداق ہیں) کہ خدا تعالےٰ نے معاذ اللہ دنیا کو گنہگار پاکر ان کی نجات کی یہ راہ تجویز کی کہ اپنا اکلوتا بیٹا دنیا کو بخشا جو صلیب پر چڑھایا گیا اور اس کے خون سے نجات ہوئی

یہ عقیدہ جسقدر غیر معقول اور بیہودہ ہے اسیقدر اس کے نتائج قابل شرم ہیں